تبارک الذی نزل الفرقان علی عبدہ لیکون للعالمین نذیرا

اے بے خبر بہ خدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

الفرقان

ربوہ

ماہنامہ

جنوری ۱۹۶۱ء

ایڈیٹر
ابوالعطاء جالندھری

سالانہ چندہ
پاکستان و بھارت: چھ روپے
دیگر ممالک: بارہ شلنگ

شذرات

(۱) مشترک مقاصد کے لئے اتحاد و اتفاق کے خطوط

جناب ایڈیٹر صاحب "الاعتصام" لاہور تحریر کرتے ہیں کہ :-

"ہم نے پہلے بھی کئی دفعہ عرض کیا ہے آج بھی عرض کریں گے کہ مسلمانوں کو فروعی اختلافات کو نظر انداز کرکے مشترک مقاصد کیلئے اتحاد و اتفاق کے کچھ خطوط متعین کرنا چاہئیں۔ اسی میں اسلام اور قوم کا بھلا ہے اور اسی میں ہی پاکستان کی حفاظت کا راز مضمر ہے۔"

(۳۰ ردسمبر ۱۹۶۱ء صـ۳)

ہمارے نزدیک وہ خطوط یہ ہیں :- اوّل: جو شخص اپنے آپ کو مسلمان کہے اُسے اُمتِ مُسلمہ کا فرد قرار دیا جائے اور پاکستان میں اسے پاکستانی مسلمان کے پورے حقوق حاصل ہوں۔ دوم: مذہب اور عقیدہ کے بارے میں کسی قسم کا جبر نہ ہو۔ دلیل اور برہان کے ماتحت ہر شخص کو عقیدہ اختیار کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ سوم: کسی شخص کو حق نہ ہوگا کہ وہ دوسرے فرقہ کے مسلمانوں کی طرف وہ عقیدہ یا ان کے عقیدہ کی وہ تشریح منسوب کرے جو انہیں مسلّم نہ ہو۔ چہارم: مذہبی گفتگو میں جرح کی بجائے اپنے اپنے عقائد کی خوبیاں بیان کرنے کی اجازت ہو۔ پنجم: مندرجہ بالا چاروں قاعدوں کو اختیار کرکے اسلام کی تبلیغ و اشاعت کیلئے متفقہ کوشش کی جائے یا کم از کم اس سلسلہ میں کوئی فرقہ دوسرے کسی فرقہ سے مزاحمت نہ کرے۔

کیا فاضل مدیرِ "الاعتصام" اسلام، قوم اور پاکستان کے مفاد کے مدنظر ان خطوط کے متعین کرنے کی حمایت فرمائیں گے؟

(۲) روایات کی چھان بین کی ضرورت

ہفت روزہ "چٹان" لاہور کے ایڈیٹر صاحب اپنے افتتاحیہ زیر عنوان "مولانا غلام مرشد کی خطا کیا ہے؟" میں لکھتے ہیں :-

"اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ فکر و نظر کے دروازے بند ہو گئے ہیں یا ماضی مرحوم میں اکابر علماء جو کچھ کہہ گئے تھے وہی حرفِ آخر ہے۔ کیا ہم تقلیدِ جامد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ اصل چیز رسول اللہ کی عظمت اور انکی حفاظت ہے یا متقدمین کے ذخیرے کی اندھا دھند نگہبانی۔"

(چٹان ۲۶ ردسمبر ۱۹۶۱ء)

مولانا غلام مرشد صاحب نے وقت کی اہم ضرورت کی طرف علماء کو توجہ دلائی ہے یعنی انہوں نے کہا ہے کہ ان روایات کا جائزہ لینا لازمی ہے جن سے معاندینِ اسلام اور مغربی مستشرقین اسلام اور حضرت رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو بدنام کر رہے ہیں۔ گہرے جائزہ کے بعد ان میں سے صحیح روایات کو درست و مسلّم، اور غیر صحیح روایات کو غلط و غیر مسلّم قرار دیا جائے۔ اس بات پر علماء کا آتش زیر پا ہونا سراسر زیادتی ہے۔ اصل وجہ پرخاش وہی ہے جس کی طرف محترم مدیر چٹان نے واضح اشارہ فرمایا ہے یعنی تقلید جامد اور فکر و نظر کے دروازوں کو بند کرنا۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دل و دماغ کی وسعتیں عطا فرمائے۔ آمین۔

(۳) عیسائیوں کی "غلط امید"

عیسائیوں کے ایک اصلاحی فرقہ نے ساڑھے تین صد صفحات کی ایک کتاب "خدا سچا ٹھہرے" نامی لاکھوں کی تعداد میں شائع کی ہے۔ اس میں لکھا ہے :-

(الف) "یسوع مسیح جسمانی حالت میں نہیں بلکہ جلالی

(باقی ص۲۹ پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۱ شمارہ ۱	الفرقان ربوہ	رجب شعبان ۱۳۸۰ھ جنوری ۱۹۶۱ء

فہرست مندرجات

مضمون	مصنف	صفحہ
۱۔ شذرات	ایڈیٹر	ٹائیٹل پیج ۲
۲۔ انبیاء و صلحاء کے متعلق منافقین کا پرانا رویّہ	"	ص ۲
۳۔ ہستی باری تعالیٰ پر کامل یقین	کلمات طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	ص ۸
۴۔ قرآن کریم کا مقام بمقابلہ دیگر الہامی کتب	ابو العطاء	ص ۹
۵۔ لائف ممبرز الفرقان کے مستقل خریدار	ادارہ	ص ۲۰
۶۔ بہائیوں کے ساتھ فیصلہ کی آسان راہ	جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ	ص ۲۵
۷۔ ہمارے ہادی کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ایک نمونہ	حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب	ص ۳۱
۸۔ چٹاگانگ میں قیامت خیز طوفان۔	جناب مصلح الدین صاحب بنگالی بی۔اے	ص ۳۳
۹۔ اشتراکیت کی حقیقت	جناب شیخ ضیاء الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ لاہور	ص ۳۴
۱۰۔ دنیائے فانی (نظم)	جناب مولوی مصلح الدین صاحب راجیکی مرحوم	ص ۳۶
۱۱۔ خدائی نصرت کا زبردست مظاہرہ (ایک درد مندانہ اپیل)	ایڈیٹر	ص ۳۷
۱۲۔ البیان (قرآن مجید کا کیا اردو ترجمہ مع تفسیری حواشی)	ابو العطاء	ص ۴۱
۱۳۔ ردّ تردید بہائیت کے متعلق ہماری دو کتابوں پر تبصرہ۔	جناب ایڈیٹر صاحب رسالہ "آستانہ زکریا" ملتان	ص ۴۵

ضروری اعلان

ماہ دسمبر ۱۹۶۰ء کا الفرقان "حضرت حافظ روشن علیؓ نمبر" تھا جس کی افادیت کا ہر طبقہ سے اعتراف کیا گیا ہے۔ اس کے چند نسخے دفتر میں موجود ہیں۔ احباب طلب فرما سکتے ہیں۔ ایک نسخہ کی قیمت ایک روپیہ ہے۔

بہت سے احباب نے پسند کیا ہے کہ دیگر اساتذہ عظام کے متعلق بھی الفرقان میں اسی طرح مفید اور مؤثر معلومات جمع کر دی جائیں۔ چنانچہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ الفرقان کا ایک خاص نمبر استاذنا المحترم حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ کے متعلق شائع کیا جائے۔ احباب اپنے اپنے مقالات و منظومات سے ممنون فرمائیں۔ یہ نمبر عنقریب شائع ہوگا۔ انشاء اللہ۔

(ایڈیٹر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

انبیاء و صلحاء کے متعلق منافقین کا پرانا رویہ

ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کا باطل شکن اعلان

قرآن مجید پر تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر زمانہ میں کچھ نابکار لوگ انبیاء اور صلحاء پر ناپاک اور گندے الزام لگاتے رہے ہیں۔ جس سے ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ ان مقدسوں کے ذریعہ سے جو پاک تحریک جاری ہے اور جو نیک اصلاحات قائم کی جا رہی ہیں ان کو ختم کر دیا جائے۔ دلائل و براہین کے مقابلہ سے عاجز آکر وہ لوگ اس ذلیل ہتھیار سے حق کی آواز کو دبانا چاہتے ہیں۔

ایسے لوگ منکرین میں سے بھی ہوتے ہیں اور ان لوگوں میں سے بھی جو بظاہر اس دین کے نام لیوا اور اس جماعت میں شمولیت کا دعویٰ کرنے والے ہوتے ہیں جنہیں اسلامی اصطلاح میں منافق کہا جاتا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام پر ان کی جوانی کے وقت ناپاک الزام لگایا گیا اور اسی بناء پر نابکار لوگوں نے انہیں قید کرا دیا۔ حضرت مریم صدیقہؑ پر یہود نامسعود نے گندے الزام لگائے اور حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ولادت کو ناجائز ٹھہرایا۔ خود سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی منافقین نے اس بارے میں ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا تھا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر نہایت گندہ الزام لگایا۔ اس شرپسند گروہ کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّالْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ (الاحزاب: ۶۰)

کہ منافقین، دل کے بیمار اور انتہائی شرپسند اور افواہیں اڑانے والے گروہ کو اپنے رویہ سے باز آ جانا چاہیئے ورنہ اللہ تعالیٰ ایسے سامان پیدا کرے گا کہ انہیں اس گندے رویہ کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا اور وہ مدینہ میں نہ رہ سکیں گے۔

سورۃ نور، سورۃ احزاب اور سورۃ المنافقون کے پڑھنے سے منافقین کی سازشوں اور الزاموں کا ایک نقشہ سامنے آجاتا ہے۔ بیرونی دشمنوں کی کوششوں اور ان اندرونی منافقوں کی ناپاک مساعی کے باوجود اسلام کی ترقی اور مسلمانوں کا عروج اللہ تعالیٰ کی ایک ایسی فعلی شہادت ہے جس سے ثابت ہے کہ اندرونی اور بیرونی دشمنوں کی ساری باتیں غلط اور جھوٹ تھیں۔ دلائل و براہین کے مقابلہ سے عاجز آکر انہوں نے ناپاک الزاموں کی مہم ان کمزور انسانوں کو متاثر کرنے کے لئے چلائی تھی جو اپنی بدعملی کے پیش نظر ہر آواز پر کان دھرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اور خدا کے مقدسوں کے معاملہ کو بھی اپنے اوپر قیاس کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء و صلحاء کی غیر معمولی تائید و نصرت فرما کر ان کے بیرونی اور اندرونی دشمنوں کو ناکام ثابت کرتا رہا ہے۔

قرآن مجید ایک **کامل شریعت** ہے اور اس میں ہر فتنہ کے سدِّباب کے لئے طریق موجود ہے۔ اسلام نے ہر انسان کی عزت و ناموس کی حفاظت کے لئے قانون مقرر فرمادیا۔ اور جو شخص کسی پر ناپاک الزام لگا کر شریعت کے مقرر کردہ طریق پر اسے ثابت نہ کرسکے، چار عادل گواہ نہ لاسکے، قرآن مجید نے اس کے لئے اسی ۸۰ دُرّے کی سزا مقرر فرمائی ہے۔ یہ سب کچھ اسلئے مقرر ہوا کہ اسلام ایک کامل دین ہے اور وہ ہر شخص کی عزت کی حفاظت کرتا ہے۔

قرآن مجید اور احادیث و الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کے **دَورِ ثانی** میں بھی **منافقین** اور **مرجفین** (شرپسند پارٹی) کی طرف سے اِسی قسم کے ناپاک الزامات کی مہم چلائی جانے والی تھی جیسی کہ دَورِ اوّل میں چلائی گئی تھی۔ دونوں جگہ اللہ تعالیٰ اپنے فعل سے اپنے مقدس بندوں کی بریّت کے ظاہر کرنے کا وعدہ فرماتا ہے اور مسلمانوں کو تنبیہہ کرتا ہے کہ ایسے ناپاک لوگوں کی باتوں پر ہرگز کان نہ دھریں۔ جماعت احمدیہ میں خلافتِ ثانیہ کی غیر معمولی کامیابیوں کو دیکھ کر اور احمدیت کے دلائل و براہین سے عاجز آکر مخالفین اور منافقین نے اسی پرانے **شیطانی ذریعہ** کو اپنے ہتھیار کے طور پر استعمال کرنا شروع کیا ہے۔ آج سے تیس ۳۰ برس قبل منافقین کے ایک عصبہ (پارٹی) نے اخبار "مباہلہ" کے ذریعہ سے یہ گندہ کھیل کھیلا تھا اور اب پھر اسی گروہ کی ایک **شاخ** نے دوبارہ اِن دنوں اسی قسم کے ناپاک الزامات کی تشہیر کے ذریعہ جماعت احمدیہ کو شکست دینے کا منصوبہ بنایا ہے۔ یہ لوگ نہایت دل آزار کتابچوں کے ذریعہ اپنے مذموم مقصد کو حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر ان لوگوں میں ایمان اور خدا ترسی ہوتی تو قرآن مجید کے طریق فیصلہ کو اختیار کرتے اور اللہ تعالیٰ کی فعلی شہادت پر نظر کرتے۔ مگر چونکہ ان کا مقصد محض وسوسہ اندازی ہے اس لئے ان سے خطاب کرنا بے کار ہے۔ ہاں خدا ترس اور سنجیدہ اصحاب کے غور کے لئے ہم ذیل میں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی ایک تحریر کا عکس شائع کرتے ہیں۔

خاکسار نے ۱۰ رجون ۱۹۲۹ء کو حضور کی خدمت میں لکھا تھا کہ:-

"اخبار مباہلہ والوں نے جو ناپاک پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے اس کے متعلق میرا ارادہ ہے کہ ٹریکٹوں کے ذریعہ اس کا ازالہ کیا جائے حضور اس کے متعلق اجازت فرماویں نیز اس سلسلہ میں ضروری اور مفید ہدایات سے بھی مستفید فرماویں ——— ابو العطاء"

اس چٹھی کے جواب میں حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے اسی وقت اپنے قلم سے جواباً تحریر فرمایا:-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

مکرمی - السلام علیکم

بے شک اس کام کو شروع کریں - اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار اور

ناصر ہو۔ ہم تو خود ان امور کا جواب دینا کسر شان اور بیہودہ دیا کا
بنا پر مناسب نہیں سمجھتا لیکن ایک اور زائد بریں اشاعت ان لوگوں کے مفتریانہ
بیانات کا حقیقت کو واضح کرنا ہے۔ میرا جواب تو میرا رب ہے میں اسی کو
اپنا گواہ بناتا ہوں وہ سب ظاہر اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور
ایسا فیصلہ درست اور راست ہے وہ اس امر پر گواہ ہے کہ اخبار
مباہلہ والوں نے سراسر جھوٹ بلکہ افترا سے کام لیا ہے اور انشاء اللہ وہ
گمراہ رہیگا میں اسکے فضل کا امیدوار اور اسکی نصرت کا طالب ہوں ربنا انی
مغلوب فانتصر۔ میں ان لوگوں کے بیانات پر جواب رقم نہ کرتے ہوئے اسی
سوائے اسکے کہ یہ لکھوں کہ انہیں خدا تعالیٰ کی لعنت سے ڈرنا چاہیے کہ اس قدر
کذب و بہتان سے کام لے رہے ہیں اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا اگر میرا
رب مجھ سے کام لینا چاہتا ہے تو وہ قدیر میرا حافظ ہوگا اور اگر وہ نہیں مجھ سے کام
نہیں لینا چاہتا تو یہ لوگ اشرار میرا کچھ نہیں بنا سکتے میں باقی رہی ہدایات
سو میرے نزدیک ہر ایک عقلمند انسان جو شریعت کا اور اسکے کچھ بھی واقفیت رکھتا

رکھا ہوا انہوں نے غلط طریق سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ ان ایک سوال ہے جس کا
شاید آپ جواب نہ دے سکیں اور وہ یہ ہے کہ بعض نادان اور شکوک و شبہات
میں پڑے ہوئے لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ مباہلہ نہ کرنا اس سبب سے نہیں کہ مباہلہ
کو میں جائز نہیں سمجھتا بلکہ اس سبب سے ہے کہ میں مباہلہ کرنا نہیں چاہتا
سو اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو مباہلہ کی ہر شخص سے نہیں ہو سکتا اس کے لیے بھی
شرائط ہیں مگر اس قسم کے امور کے لیے کہ جن کے متعلق حدود مقرر ہیں
اور گواہی کے خاص طریق مذکور ہیں مباہلہ جدید ناکر قسم کھا کر [illegible] نہیں
اور ہرگز درست نہیں کہ کسی کو کافر کہے اور میں مباہلہ کے مطالبہ کا جواز
دے کر یا مطالبہ پر مباہلہ کو منظور کر لیا جاوے کیونکہ یہ کامل یقین ہے اور
دنیا کے اور ایک درجہ کا طریق یقینی ہے کہ ایسے امور کے متعلق مباہلہ کا مطالبہ کرنا یا
ایسے مطالبہ کو منظور کر لینا ہرگز درست نہیں بلکہ شریعت کی ہتک ہے اور
میں ہر ایک ہی جماعت کے لیڈروں یا مقتدر اصحاب کے ساتھ جو اس
امر کا انکار کریں مباہلہ کرنے کے لیے تیار ہوں اگر مولوی محمد علی صاحب یا

ایسے ساتھ جو مباہلہ کی بات ہے میں بارہا کئی قسم کے اشتہارات کا اشاعت
میں کامل قصہ بیان کر رہا ہوں کہ کیا یہ مستحق نہیں بلکہ ایسے امور میں مباہلہ
و مطالبہ کو جائز سمجھتے ہیں امور کا یہ مستحق ہے کہ جو شخص ایسے مطالبہ
کو منظور نہیں کر رہا ہو تو یا اپنی طرح کا ان ثبوت دیتا ہے تو انکو
چاہئے کہ وہ کس امر پر جس کے لئے مباہلہ کر لیں پھر اللہ تعالیٰ حق و باطل
میں خود فرق کر دیگا۔

خاکسار
مرزا ناصر احمد

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَ النَّاصِر

مکرمی۔ السلام علیکم
بے شک اس کام کو شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار اور ناصر ہو۔ میں تو خود ان امور کا جواب دینا شرعاً اور بعض رؤیا کی بنا پر مناسب نہیں سمجھتا لیکن ایک ادنیٰ تدبر سے انسان ان لوگوں کے مفتریانہ بیانات کی حقیقت کو پا سکتا ہے۔ میرا جواب تو میرا رب ہے میں اسی کو اپنا گواہ بناتا ہوں وہ سب کھلی

اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے اور اسی کا فیصلہ درست اور راست ہے اور اس امر پر گواہ ہے کہ اخبار مباہلہ والوں نے سرتا پا جھوٹ بلکہ افترا سے کام لیا ہے اور انشاء اللہ وہ گواہ رہے گا میں اس کے فضل کا امیدوار اور اس کی نصرت کا طالب ہوں۔ رَبِّ اِنِّی مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ۔ میں ان لوگوں کے بیانات پر جو اخبار میں شائع ہوئے ہیں سوائے اس کے کہ یہ کہوں کہ انہیں خدا تعالیٰ کی لعنت سے ڈرنا چاہیئے کہ سرتا پا کذب و بہتان سے کام لے رہے ہیں اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا اگر میرا رب مجھ سے کام لینا چاہتا ہے تو وہ خود میرا محافظ ہوگا اور اگر وہی مجھ سے کام نہیں لینا چاہتا تو لوگوں کی تعریفیں میرا کچھ نہیں بنا سکتیں۔ باقی رہیں ہدایات سو میرے نزدیک ہر ایک عقلمند انسان جو شریعت کے امور سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو ان لوگوں کے غلط طریق سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ ہاں ایک سوال ہے جس کا شاید آپ جواب نہ دے سکیں اور وہ یہ ہے کہ بعض نادان اور شکوک و شبہات میں پڑے ہوئے لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں کہ مباہلہ نہ کرنا اس سبب سے نہیں کہ مباہلہ کو میں جائز نہیں سمجھتا بلکہ اس سبب سے ہے کہ میں مباہلہ کرنا نہیں چاہتا سو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو مباہلہ بھی ہر شخص سے نہیں ہو سکتا اس کے لئے بھی شرائط ہیں مگر اس قسم کے امور کے لئے کہ جن کے متعلق حدود مقرر ہیں اور گواہی کے خاص طریق مذکور ہیں مباہلہ چھوڑ کر قسم بھی جائز نہیں اور ہرگز درست نہیں کہ کسی شخص کو ایسے امور میں مباہلہ کے مطالبہ کی اجازت دی جائے یا مطالبہ پر مباہلہ کو منظور کر لیا جائے۔

مجھے یہ کامل یقین ہے اور ایک اور ایک دو کی طرح یقین ہے کہ ایسے امور کے متعلق مباہلہ کا مطالبہ کرنا یا ایسے مطالبہ کو منظور کرنا ہرگز درست نہیں بلکہ شریعت کی ہتک ہے اور میں ہر مذہبی جماعت کے لیڈروں یا مقتدر اصحاب کے ساتھ جو اس امر کا انکار کریں مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر مولوی محمد علی صاحب یا ان کے ساتھی جو مباہلہ کی اشاعت میں یا اس قسم کے اشتہارات کی اشاعت میں خاص حصہ لے رہے ہیں مجھ سے متفق نہیں بلکہ ایسے امور میں مباہلہ کے مطالبہ کو جائز سمجھتے ہیں اور ان کا یہ یقین ہے کہ جو شخص ایسے مطالبہ کو منظور نہیں کرتا وہ گویا اپنے جرم کا ثبوت دیتا ہے تو ان کو چاہیئے کہ اس امر پر مجھ سے مباہلہ کر لیں پھر اللہ تعالیٰ نے حق و باطل میں خود فرق کر دے گا۔

خاکسار

مرزا محمود احمد"

تیس برس قبل کے اس بیان کے ایک ایک لفظ سے خدا ترسی ٹپکتی ہے۔ دشمنوں کے الزامات کو "کذب و بہتان اور مفتریانہ بیانات" قرار دینے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا وہ یقین ظاہر ہے جو ایک تقویٰ شعار انسان کیلئے مشعل راہ ہے۔

طریق فیصلہ آج بھی آسان ہے تیس سال میں جماعت احمدیہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید و نصرت ایک طرف ہے اور ان گندے الزامات لگانے والے "اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْکِ عُصْبَۃٌ مِّنْکُمْ" کے مصداق دوسری طرف ہیں۔ کیا آنکھیں اندھی ہیں جو ان باتوں کو دیکھ نہیں سکتیں یا دل ہی مر گئے ہیں جو حقائق پر غور کرنے کے لئے تیار نہیں؟ تیس برس قبل اس مہم کو چلانے والے جس طرح ناکام رہے ہیں اسی طرح آج کے یہ لوگ بھی ناکام رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیشہ جماعت احمدیہ کے شامل حال رہے گی اور وہ اس کا ہمیشہ حافظ و ناصر رہے گا۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ÷

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلمات طیبات

ہستیٔ باری تعالیٰ پر یقینِ کامل

"جس یقین کو خدا نے خارق عادت نشانوں کے تواتر اور معارفِ یقینیہ کی کثرت سے اور ہر روزہ یقینی مکالمہ اور مخاطبہ سے انتہا تک پہنچا دیا ہے اس کو میں کیونکر اپنے دل میں سے باہر نکال دوں۔ کیا میں اس نعمتِ معرفت اور علمِ صحیح کو رد کر دوں جو مجھ کو دیا گیا ہے۔ یا وہ آسمانی نشان جو مجھے دکھائے جاتے ہیں میں ان سے مُنہ پھیر لوں یا میں اپنے آقا اور اپنے مالک کے حکم سے سرکش ہو جاؤں۔ کیا کروں مجھے ایسی حالت سے ہزار دفعہ مرنا بہتر ہے کہ وہ جو اپنے حسن وجمال کے ساتھ میرے پر ظاہر ہوا ہے میں اس سے برگشتہ ہو جاؤں۔ یہ دُنیا کی زندگی کب تک اور یہ دنیا کے لوگ مجھ سے کیا دفاداری کریں گے تا میں ان کے لئے اس یارِ عزیز کو چھوڑ دوں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ میرے مخالفوں کے ہاتھ میں محض ایک پوست ہے جس میں کیڑا لگ گیا ہے۔ وہ مجھے کہتے ہیں کہ میں مغز کو چھوڑ دوں اور ایسے پوست کو میں بھی اختیار کر لوں۔ مجھے ڈراتے ہیں اور دھمکیاں دیتے ہیں لیکن مجھے اس عزیز کی قسم ہے جس کو میں نے شناخت کر لیا ہے کہ میں ان لوگوں کی دھمکیوں کو کچھ بھی چیز نہیں سمجھتا۔ مجھے اس کے ساتھ غم بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ دوسرے کے ساتھ خوشی ہو۔ مجھے اس کے ساتھ موت بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ اس کو چھوڑ کر لمبی عمر ہو۔ جس طرح آپ لوگ دن کو دیکھ کر اس کو رات نہیں کہہ سکتے اسی طرح وہ نور جو مجھ کو دکھایا گیا میں اس کو تاریکی نہیں خیال کر سکتا۔ اور جب کہ آپ اپنے ان عقائد کو چھوڑ نہیں سکتے جو صرف شکوک اور توہمات کا مجموعہ ہے تو میں کیونکر اس راہ کو چھوڑ سکتا ہوں جس پر ہزار آفتاب چمکتا ہوا نظر آتا ہے۔ کیا میں مجنون یا دیوانہ ہوں کہ اس حالت میں جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے روشن نشانوں کے ساتھ حق دکھا دیا ہے پھر بھی میں حق کو قبول نہ کروں۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزارہا نشان میرے اطمینان کے لئے میرے پر ظاہر ہوئے ہیں جن میں سے بعض کو میں نے لوگوں کو بتایا اور بعض کو بتایا بھی نہیں۔ اور میں نے دیکھا کہ یہ نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہیں اور کوئی دوسرا بجز اس وحدہٗ لاشریک کے ان پر قادر نہیں۔

اور مجھ کو ماسوا اس کے علمِ قرآن دیا گیا اور احادیث کے صحیح معنے میرے پر کھولے گئے۔ پھر میں ایسی روشن راہ کو چھوڑ کر ہلاکت کی راہ کیوں اختیار کروں؟ جو کچھ میں کہتا ہوں علیٰ وجہ البصیرت کہتا ہوں۔ اور جو کچھ آپ لوگ کہتے ہیں وہ صرف ظن ہے۔ وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا۔ اور اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک اندھا ایک اونچی نیچی زمین میں تاریکی میں چلتا ہے اور نہیں جانتا کہ کہاں قدم پڑتا ہے۔ سو میں اس روشنی کو چھوڑ کر جو مجھ کو دی گئی ہے تاریکی کو کیونکر لے لوں۔ جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ خدا میری دعائیں سنتا اور بڑے بڑے نشان میرے لئے ظاہر کرتا اور مجھ سے ہمکلام ہوتا اور اپنے غیب کے اسرار پر مجھے اطلاع دیتا ہے اور دشمنوں کے مقابل پر اپنے قوی ہاتھ کے ساتھ میری مدد کرتا ہے اور ہر میدان میں مجھے فتح بخشتا ہے اور قرآن شریف کے معارف اور حقائق کا مجھے علم دیتا ہے۔ تو میں ایسے قادر اور غالب خدا کو چھوڑ کر اس کی جگہ کس کو قبول کر لوں۔"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۰، صفحہ ۱۳۱)

قرآن کریم کا مقام
بمقابلہ
دیگر الہامی کتب

{ ذیل کا مقالہ خاکسار نے ۲۲ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو سیدی حضرت میرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے مدظلہ العالی کی زیرِ صدارت جامعہ احمدیہ کی مجلسِ مذاکرہ علمیہ میں پڑھا ——— (ابوالعطاء جالندھری) }

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ○ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ○ (الزمر: ۲۴-۲۵)

قرآں خدا نما ہے خدا کا کلام ہے
بے اسکے معرفت کا چمن نا تمام ہے
(مسیح موعودؑ)

حضرات!

اللہ تعالیٰ نے انسان کی پیدائش کا ایک بلند مقصد مقرر فرمایا ہے۔ فرماتا ہے وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○ (الذاریات: ۵۷) کہ میں نے ہر قسم کے انسانوں کو اسلئے پیدا کیا ہے تا وہ میری عبادت بجا لائیں۔ میرے رنگ میں رنگین ہوں، میری صفات کو اپنے ظرف کے مطابق اختیار کریں۔ صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ ○ (بقرہ: ۱۳۸) کہ جب تم اللہ تعالیٰ کے رنگ کو اختیار کرتے ہو اور یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے بہتر رنگ کسی کا نہیں ہو سکتا۔ تو اسی وقت، اور صرف اسی وقت تم یہ کہنے کا حق رکھتے ہو کہ ہم اب اللہ تعالیٰ کے عابد بن گئے ہیں۔ ہمیں اسکی عبادت کی سعادت حاصل ہو چکی ہے۔

انسانیت کے اس بلند و بالا مقصد تک پہنچنے کے لئے انسان کی رہنمائی کی خاطر اللہ تعالیٰ نے ابتداءِ آفرینش سے اپنے انبیاء مبعوث فرمائے اور ان کے ذریعہ شریعتوں کو نازل کیا اور انہیں نافذ و جاری فرمایا۔ الہامی کتاب انسان کی ہدایت و رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ وہ ایک مشعلِ نور ہے جس کی روشنی میں انسان روحانی میدان میں اپنے قدم بڑھاتا جاتا ہے۔

ہمارا ضمیر اور انسانی تاریخ گواہ ہے کہ نسلِ انسانی ارتقاء کے منازل کے مطابق تدریجاً ترقی کرتی آئی ہے۔ تمدنی زندگی میں اور اقتصادی امور میں بھی اس نے آہستہ آہستہ کمال حاصل کیا ہے اور روحانی زندگی بھی محتاجِ ارتقاء رہی ہے۔ جس طرح فرد کی زندگی تدریجی طور پر ترقی کرتی ہے اسی طرح انسانوں کی مجموعی زندگی بھی تدریجاً ترقی کرتی آئی ہے۔ شروع میں انسان کے لئے چند موٹے موٹے اصول اور قوانین درکار تھے تا اسے رہنے سہنے کے طریقے معلوم ہوں اور وہ اُن کی روشنی میں اپنے مقصدِ حیات کو حاصل کر سکے۔ اسی نہج پر الہامی کتابوں کا نزول ہوا ہے۔

جس طرح پہلی جماعت میں داخل ہونے والے بچہ کیلئے ابتدائی قاعدہ بنیادی تعلیم ہے اور پھر اس کی علمی استعداد کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے لئے ماں باپ اعلیٰ کتابوں کا انتظام کرتے ہیں۔ یا جس طرح فرزند آدم کے لئے اس کی پیدائش کے ساتھ ہی ایک کُرتے کی ضرورت ہے مگر وہ کُرتہ کتنا چھوٹا اور مختصر ہوتا ہے بعد ازاں جوں جوں اس کے قُویٰ بڑھتے جاتے ہیں اُسے بڑے کُرتے اور وسیع کپڑوں کی ضرورت درپیش ہوتی ہے۔ یہ جسمانیات اور علمی ارتقاء کا حال ہے بعینہٖ یہی حال انسانوں کے مجموعی معاشرہ کے روحانی ارتقاء کا ہے۔

یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ انسان اپنے محدود وسائل و ذرائع کے باعث عرصہ دراز تک الگ تھلگ رہے۔ قومیں اور ممالک ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ تھے۔ ظاہر ہے کہ ایسے دَور میں قوموں کے لئے الگ الگ نبی ہی بھیجے جاسکتے تھے۔ ایسے زمانہ میں ساری نسلِ انسانی کے لئے اجتماعی پیغام اور جامع ہدایت نازل نہ ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید سے پہلے جس قدر الہامی کُتب نازل ہوئی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیشتر جتنے نبی مبعوث ہوئے ہیں وہ سب قومی کتابیں اور قومی نبی تھے۔

سب سے پہلی آسمانی کتاب جس نے یہ دعویٰ کیا کہ میرا پیغام سب دُنیا کے لئے ہے اور سب احمر و اسود میرے مخاطب ہیں۔ اور میرے چشمہ سے مشرق و مغرب سیراب ہوگا وہ کتاب صرف قرآن مجید ہے۔ سب سے پہلے نبی جنہوں نے دنیا بھر کے لئے اور ساری قوموں اور سارے زمانوں کیلئے اپنی رسالت کو قرار دیا وہ ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت رحمۃ للعالمین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ورنہ آپؐ سے پہلے آنے والے پیغمبر اپنی اپنی قوم تک اپنے پیغام کو محدود قرار دیا کرتے تھے۔ حضرت مسیحؑ کی طرف منسوب ہونے والے عیسائی پادری آج دنیا کی قوموں کو عیسائیت کی تبلیغ کرتے ہیں مگر حضرت مسیحؑ نے ایسا نہ کیا تھا بلکہ آپ نے فرمایا کہ:۔

"میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی
بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا
گیا۔" (متی $\frac{15}{24}$)

انہوں نے حواریوں کو تبلیغ پر بھیجتے وقت ہدایت کی تھی کہ:۔

"غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں
کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا بلکہ اسرائیل کے
گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس
جانا۔" (متی $\frac{1}{6-5}$)

دوسرے انبیاء کا پیغام بھی قومی پیغام تھا اور انکی لائی ہوئی شرائع بھی قومی تھیں اور عقلاً بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ اس وقت ذرائع اشاعت اور سامانِ اتصال بہت محدود تھے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کان النبی یبعث الیٰ قومہٖ خاصۃً وبُعثتُ الی الناسِ کافۃً۔ مجھ سے پہلے ہر نبی اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوا کرتا تھا لیکن میری بعثت عالمگیر ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے قل یٰایّھا النّاس اِنّی رسولُ اللّٰہِ اِلیکم جمیعًا کہ آپ یہ اعلان فرمادیں کہ میں سب انسانوں کے لئے پیغامبر ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے اپنی زندگی میں ہی مختلف قوموں اور مختلف ممالک تک پیغامِ حق پہنچایا اور آئندہ کے لئے ساری دُنیا میں تبلیغِ اسلام کی بنیاد رکھ دی۔

جس طرح پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم ساری دُنیا اور ساری قوموں کے لئے رسول ہیں۔ اسی طرح آپ پر نازل شدہ آسمانی کتاب قرآن مجید بھی ساری قوموں اور سارے زمانوں اور سارے انسانوں کے لئے ہے۔ قرآن مجید فرماتا ہے اِن ھُوَ اِلّا ذِکرٌ للعٰلمین۔ یہ قرآن مجید سب جہانوں کے لئے باعثِ عزّ و شرف آسمانی کتاب ہے۔

تٰبٰرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرًا ۝ وہ خدا بہت برکتوں والا ہے جس نے اپنے بندہ پر قرآن مجید کو نازل فرمایا تا وہ سب انسانوں کے لئے انذار کر سکے۔ اس ضمن میں متعدد آیات قرآنیہ موجود ہیں۔ پس پہلا امر جس سے قرآن مجید کا مقام دیگر کتب سماویہ کے مقابلہ میں واضح ہوتا ہے یہ ہے کہ کتب سابقہ قومی کتابیں تھیں ان کا دائرۂ خطاب بہت محدود ہوتا تھا مگر قرآن مجید ایک عالمگیر کتاب ہے، اس کا دائرہ خطاب قوموں اور زمانوں میں محدود نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی صداقت ہے کہ متعصب انسان کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑے گا کہ بلحاظ دعویٰ اور عمل یہی درست ہے کہ کتب سابقہ نے اپنی اپنی قوم کی رہنمائی کا دعویٰ کیا ہے اور عملاً بھی ان کتب میں ہر کتاب کے لانے والے نبی نے اسے اپنی ہی قوم تک محدود رکھا ہے، قرآن مجید کا دعویٰ یہ ہے کہ وہ سب قوموں اور سب انسانوں کے لئے ہے اور اسے لانے والے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روز اوّل سے اسے بطور ایک عالمگیر صحیفۂ آسمانی کے پیش کیا ہے۔

(۲) دوسرا امر جس سے قرآن مجید کا مقام بمقابلہ دیگر الہامی کتب واضح ہوتا ہے وہ اس کا دعویٰ کمال و جامعیت ہے۔ ہم اوپر ذکر کر آئے ہیں کہ انسانی جسم کی نشوونما اور اس کی دماغی ترقی تدریجاً ہوتی ہے۔ ابتداء میں اسے چھوٹا کرتہ اور ابتدائی قاعدہ درکار ہوتا ہے مگر بعد ازاں اس کے لئے بڑے کرتے اور دیگر کپڑوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اعلیٰ درجہ کا نصاب مطلوب ہوتا ہے۔ یہی حال آسمانی الہامی کتابوں کا ہوا ہے۔ قومی دور میں قومی کتابیں نازل ہوتی رہیں، اپنے زمانہ اور اپنے حلقہ کے لئے وہ کافی تھیں لیکن ہمیشہ کیلئے اور سارے جہانوں کے لئے وہ ہرگز کامل نہ تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ خود آسمانی کتابوں میں یہ ذکر بار بار آتا ہے کہ آئندہ زمانہ میں کامل اور جامع کتاب نازل ہوگی۔

تورات میں وارد ہوا ہے کہ:۔

(الف) "اس نے کہا کہ خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے ان پر طلوع ہوا۔ فاران ہی کے پہاڑ سے وہ جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا اور اس کے دہنے ہاتھ میں ایک آتشی شریعت ان کے لئے تھی۔ ہاں وہ اس قوم سے بڑی محبت رکھتا ہے۔ الخ" (استثناء $\frac{۳۳}{۲\text{-}۳}$)

(ب) "میں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے فرماؤں گا وہ سب ان سے کہے گا۔"

(استثناء $\frac{۱۸}{۱۸}$)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تورات کی اس پیشگوئی سے ظاہر ہے کہ وہ ایک اور آتشی شریعت (شریعتِ غراء) کا انتظار دلاتی ہے اور ایک عظیم الشان شارع پیغمبر کی بعثت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

"مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب وہ یعنی سچائی کا روح آئے گا تو تم کو تمام سچائی کی راہ دکھائے گا اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا۔" (یوحنا $\frac{۱۶}{۱۲\text{-}۱۳}$)

یہی حال باقی الہامی صحیفوں کا تھا۔ دنیا کی ساری قومیں اپنی اپنی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والی جامع کتاب کی منتظر تھیں کہ قرآن مجید نے اعلان فرمایا:۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ

علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام
دینًا۔
کہ میں وہ موعود کتاب ہوں۔ ذٰلک الکتٰب)
اب دین کامل ہو گیا اور آسمانی نعمت پایۂ تکمیل
کو پہنچ گئی اور اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے
اب دین اسلام کو نسلِ آدم کے لئے مقرر اور
منتخب کر دیا ہے۔

قرآن مجید نے واقعی جامع تعلیم پیش کی ہے مگر یہ دوسرا موضوع ہے۔ اس وقت ہم یہ دکھلا رہے ہیں کہ کامل اور جامعیت کا دعویٰ بھی قرآن مجید نے فرمایا ہے اور عقلاً بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے تھا کیونکہ وہ کتابیں جن کا پیغام قومی اور وقتی تھا وہ کیونکر کامل اور جامع ہونے کی مدعی ہو سکتی تھیں؟

(۳) ایک تیسرا امتیازی مقام جو قرآن مجید کو دیگر کتب الہامیہ کے مقابلہ پر حاصل ہے یہ ہے کہ کتب سابقہ کی تاریخی حیثیت ثابت نہیں اور ان کا مبہم ہونا نمایاں ہے۔ ویدوں کو لے لیجئے ابھی تک سناتنیوں اور آریہ سماجیوں میں یہی امر زیرِ نزاع ہے کہ چاروں ویدوں کا پرکاش (ظہور) برہما فردِ واحد پر ہوا تھا یا چار رشیوں اگنی، وایو، انگرا، ادت پر ایک ایک وید اترا تھا۔ پھر یہ بھی ہنوز حل طلب سوال ہے کہ اگنی، وایو وغیرہ آگ اور پانی یعنی عناصر کے نام ہیں جن کی طرف ویدوں کو منسوب کر دیا گیا ہے یا یہ انسانوں کے نام ہیں جن پر وید اترے تھے۔ ویدوں کا قبل از تاریخ ہونا تو سب کو مسلم ہے۔

توریت اور انجیل بھی اس بارے میں قریباً اسی مقام پر ہیں۔ خود حضرت موسیٰؑ پر نازل شدہ قرار دی ہوئی کتاب میں درج ہے:۔

"سو خداوند کا بندہ موسیٰ خداوند کے
حکم کے موافق موآب کی سرزمین میں مر گیا۔
اور اس نے اسے موآب کی ایک وادی میں بیت
فغور کے مقابل گاڑا۔ پر آج کے دن تک
کوئی اس کی قبر کو نہیں جانتا۔"
(استثناء $\frac{۳۴}{۶-۵}$)

اناجیل تو منسوب ہی متی، مرقس، لوقا اور یوحنا کی طرف ہیں اور ان کو پڑھنے سے ہر شخص یہی تاثر لیتا ہے کہ یہ سوانح حیات ہیں اور انہیں روایات کی حیثیت حاصل ہے اور پھر خود چاروں اناجیل میں اختلاف وتضاد ایک بڑا پیچیدہ مسئلہ ہے۔

قرآن مجید کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کے منزل علیہ کا نام صراحت سے اس میں مذکور ہے۔ نزّل علیٰ محمّدٍ۔ اور پھر اس کی تاریخی حیثیت ایسی واضح اور نمایاں ہے کہ اپنے تو اپنے بیگانے بھی اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں کہ قرآن مجید ایک واضح اور تاریخی طور پر ثابت شدہ الہامی کتاب ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے بار بار اپنے کتاب مبین ہونے کا دعویٰ فرمایا ہے۔

(۴) اس ضمن میں چوتھا امر یہ قابل ذکر ہے کہ قرآن مجید کو یہ بھی امتیاز حاصل ہے کہ وہ عربی زبان میں نازل ہوا ہے۔ پہلے قومی نبی آتے تھے اور انہیں اپنی اپنی قوم کی زبان میں الہام، قانون اور شریعت دی جاتی تھی۔ وما ارسلنا من رسولٍ اِلّا بلسانِ قومہٖ ارشاد باری ہے۔ وید سنسکرت میں اترے۔ تورات و انجیل عبرانی میں نازل ہوئیں وغیرہ۔ مگر یہ سب زبانیں قومی زبانیں تھیں اور اب ان کو عالمگیر حیثیت تو الگ ان کو صحیح معنوں میں زندگی بھی حاصل نہیں۔ سنسکرت زمین کے کسی خطہ میں بولی جانے والی زبان نہیں مگر عربی زبان کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ نزولِ قرآن مجید کے وقت وہ جس حصہ دنیا میں بولی جاتی تھی اس سے پھیل کر اور بہت سے وسیع علاقوں پر حاوی ہو چکی ہے۔ وہ ایک زندہ زبان ہے جو دنیا میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اور پھر ایک کامل عربی زبان کو یہ حاصل ہے کہ وہ روحانی علوم اور معارف حقہ کو بیان کرنے کی غیر معمولی وسعت اپنے اندر رکھتی ہے۔ تعبیرات دقیقہ اور

آسمانی باتوں کے بیان کی اُسے خاص استعداد بخشی گئی ہے۔ مزید برآں اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عربی زبان کے ام الالسنہ ہونے پر ایک زبردست بُرہان قائم کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اس جلیل القدر دعویٰ کو اصولاً پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ اپنے مفردات کے مکمل نظام، اپنے معانی کی وسعتوں اور دیگر عظیم خصوصیتوں کے لحاظ سے صرف عربی زبان ہی ام الالسنہ قرار دی جا سکتی ہے۔ یہ موضوع خود ایک غیر معمولی اہمیت کا حامل موضوع ہے۔ عقلِ انسانی تقاضا کرتی ہے کہ جامع، زندہ جاوید اور عالمگیر الہامی کتاب ایسی ہی زبان میں ہونی چاہیئے جو زبان کہ خود جامع اور زندہ ہو اور اپنے اندر پھیلنے کی قابلیت رکھتی ہو۔ یہ سب اوصافِ حسنہ عربی زبان کو حاصل ہیں جو قرآن پاک کی زبان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بلسانٍ عربیٍّ مبین۔ کہ قرآن مجید کا واضح اور مفاہیم و مطالب کو نمایاں کرنے والی عربی زبان میں نازل کیا جانا خود ایک عظیم کمال ہے۔

(۵) پانچویں بات قرآن مجید کے مقام کو نمایاں کرنے والی یہ ہے کہ سب الہامی کتابوں میں صرف قرآن پاک ہی وہ کتاب ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۝

کہ ہم نے ہی اسے نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

سابقہ الہامی کتابوں کی حفاظت کا سوال تو بعد کی بات ہے انہوں نے یہ دعویٰ بھی نہیں کیا کہ ہم محفوظ رہیں گی یا یہ کہ خدا تعالیٰ نے ہماری حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔ یہ دعویٰ صرف قرآن پاک نے کیا ہے اور وہی ہے جو آج تک ہر قسم کی تحریف اور کمی بیشی سے پاک ہے۔

کامل حفاظت کے لئے ضروری ہے کہ اس کتاب کے الفاظ بھی محفوظ رہیں اور اس کے صحیح اور حقیقی معانی بھی محفوظ ہوں۔ قرآن مجید کی حفاظت کے لئے اس کے نزول کے ساتھ ہی غیر معمولی سامان پیدا کر دیئے گئے۔ اوّل تو وہ کتاب ایسی شیریں اور پیاری زبان میں ہے کہ اس کی قیمت کو جاننے والے اسے خود بخود یاد کر لیتے ہیں۔ دوم اس کی ساخت ایسی ہے کہ اس کا حفظ کرنا ایک لذیذ اور دل پسند مشغلہ ہے کوئی بوجھ نہیں۔ پھر اس پر دین کا سارا دارومدار ہے، زندگی کے ہر موڑ پر اس کے شواہد کی ضرورت ہے۔ اس کی زبان ایسی فصیح و بلیغ ہے کہ صاحبانِ ذوق اس کے بیشتر حصوں کو یاد کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ نمازوں میں پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ روزمرہ اس کی تلاوت ہوتی ہے۔ رمضان میں اسے بار بار دُہرایا جاتا ہے۔ غرض جتنے ذرائع اور وسائل کسی کتاب کے حفظ کئے جانے کے ہو سکتے تھے وہ سب قرآن مجید کے لئے مجتمع تھے۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ دنیا کے ہر خطہ میں صدہا ہزارہا افراد قرآن مجید کی امانت کو اپنے سینوں میں لئے پھرتے ہیں اور اس کے الفاظ دن رات ان کی زبانوں پر جاری ہیں۔ بتلایا جائے کہ یہ سعادت اور کس الہامی کتاب کو حاصل ہے؟ کونسی کتاب ہے جس کے ماننے والے اسے حفظ کرتے ہوں؟ کیا وید اس طرح محفوظ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کیا تورات کا کوئی حافظ ہے؟ قطعاً نہیں۔ کیا انجیلوں کو زبانی یاد کرنے والا کوئی شخص روئے زمین پر موجود ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہاں قرآن مجید کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ اس کے ہزاروں حفّاظ دُنیا کے کونے کونے میں پائے جاتے ہیں۔ اگر کوئی ایسا حادثہ آ جائے کہ اوراق اور کتابیں تلف ہو جائیں تب بھی جب تک روئے زمین پر انسان موجود ہیں قرآن مجید موجود رہے گا۔ اور کتابیں مٹ جائیں تو مٹ جائیں مگر قرآن مجید کبھی نہیں مٹ سکتا۔ کیا یہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ کی ناقابلِ تردید دلیل نہیں ہے؟

قرآن مجید کا محفوظ ہونا ایک اظہر من الشمس حقیقت ہے۔ سر ولیم میور بھی اپنی مشہور کتاب "Life of Mohammed" میں لکھتے ہیں:-

"*there is otherwise every security, internal and external, that we Possess that text which Mohammed Himself gave forth and used.*"

کہ اندرونی اور بیرونی شہادتوں سے پورے اطمینان سے ثابت ہے کہ جو قرآن مجید آج ہمارے ہاتھوں میں ہے یہ وہی قرآن ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو دیا۔ اور جسے آپ خود استعمال کرتے تھے۔"

ابھی تک ہم نے قرآن مجید کے لفظوں کی حفاظت کا ذکر کیا ہے اس میں بھی قرآن مجید کو امتیاز حاصل ہے کیونکہ باقی جملہ الہامی کتابوں کی نہ حفاظت کا وعدہ تھا اور نہ ہی وہ بطور واقعہ محفوظ رہی ہیں۔ انسانی دست برد نے ان میں بہت سی تحریفات کر دی ہیں، ان کی شکل کو مسخ کر دیا ہے۔ تورات و انجیل میں روزمرّہ کی تحریفات ایک کھلی بات ہے۔ مگر سب کتابوں میں قرآن مجید ہی ایک محفوظ کتاب ہے۔ اس کے الفاظ بھی وہی ہیں۔ اور پھر اس سے آگے چلئے۔ کتاب کے الفاظ محفوظ ہوں لیکن اس کے حقیقی معانی اور صحیح مطالب محفوظ نہ ہوں تب بھی چنداں فائدہ نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید کی حفاظت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے معانی کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لی ہے۔ آیت استخلاف کے الفاظ ولیمکننّ لھم دینھم الّذی ارتضٰی لھم بھی اس کی طرف اشارہ کر رہے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تو اس بارے میں نہایت واضح ہے حضورؐ نے فرمایا اِنَّ اللّٰہ یبعثُ لھٰذہ الاُمّۃِ علیٰ رأسِ کُلِّ مِائَۃِ سنۃٍ مَن یُجدّدُ لھا دینھا۔ (ابوداؤد) گویا قرآن مجید کی صحیح تفسیر پر جو غلط حواشی چڑھائے جانے والے تھے اور اس کے معانی میں جو غلطیاں واقع ہو سکتی تھیں ان کی تصحیح اور ان کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے اُمّت میں سلسلۂ مجدّدین قائم کر دیا تا کہ قرآن مجید کی مکمل حفاظت ہو سکے۔ چنانچہ چودہ سو سال سے ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور آئندہ بھی عندالضرورت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی بنیادی اغراض میں سے حقیقتِ قرآن مجید کا اثبات اور اس کے حقائق و معارف کی اشاعت ہے۔ پس قرآن مجید ایک ایسے باغ کی طرح ہے جس کا مالک زندہ ہے اور اسے اس باغ کی زندگی اور بقا کی ضرورت کا احساس ہے اسلئے وہ اس کی حفاظت اور خبرگیری کے لئے ہر زمانہ میں مالی اور باغبان مقرر فرماتا ہے مگر باقی الہامی کتابوں کو یہ مرتبہ اور مقام حاصل نہیں۔

(۶) قرآن مجید کو چھٹا امتیاز یہ حاصل ہے کہ وہ اپنے ہر دعویٰ کے لئے دلیل خود پیش کرتا ہے یعنی اخلاقی، سیاسی، اقتصادی اور روحانی تعلیمات اور احکام میں سے ہر ایک بیان کے لئے ثبوت اور دلیل خود مہیا فرماتا ہے اس نے جو بھی دعویٰ کیا ہے اس کا ثبوت اور اس کی دلیل خود پیش کر دی ہے۔ وہ ایسی جامع کتاب ہے کہ اپنے دعویٰ اور اپنی دلیل میں اپنے پیروؤں کی دستِ نگر اور محتاج نہیں ہے۔ اور چونکہ قرآن مجید انسانیت کے بلوغ کے وقت آیا اور اب زمانہ دلیل اور برہان کا تھا جبر و تشدّد کا سوال ہی نہیں تھا اسلئے اللہ تعالیٰ نے ایک طرف تو لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْن کا قرآن مجید کے ذریعہ اعلان فرمایا کہ اب کسی قسم کا جبر و اکراہ مذہب کے لئے جائز نہیں اور دوسری طرف اپنے مخالفین کو بار بار للکار کر فرمایا ھاتوا برھانکم اِن کنتم صٰدقین کہ اگر تم سچے ہو تو اپنے دعویٰ کے اثبات کے لئے کوئی دلیل پیش کرو۔

قرآن مجید نے اپنی شان اور رمضان کے متعلق فرمایا شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ کہ رمضان المبارک وہ بابرکت مہینہ ہے جس میں قرآن مجید ایسی مبارک کتاب نازل ہوئی ہے جو اپنی تعلیمات اور اپنے دعاوی کے لحاظ سے ایسی جامع ہے کہ سب قومیں اور سارے لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں گے اور پھر صرف یہی نہیں بلکہ یہ کتاب اپنے ہر دعویٰ اور حکم کے لئے بیّنہ یعنی دلیل بھی پیش کرتی ہے اور دلائل کے ساتھ حق و باطل میں امتیاز پیدا کرنے والی ہے۔

دنیا بھر کی الہامی کتابوں میں سے کسی کتاب نے بھی بجز قرآن مجید یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ اپنے ہر دعویٰ کی دلیل خود پیش کرتی ہے۔ قرآن مجید نے ہی یہ دعویٰ کیا ہے اور قرآن مجید ہی اس دعویٰ میں کامیاب ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیوں سے امرتسر کے مباحثہ میں جو "جنگِ مقدس" کے نام سے شائع شدہ ہے۔ یہ مطالبہ کیا کہ جس طرح حضور علیہ السلام اپنے ہر دعویٰ اور ہر دلیل کو قرآن مجید سے پیش کرنے والے ہیں وہ بھی اپنے ہر دعویٰ اور ہر دلیل کو انجیل سے پیش کرنے کا التزام کریں۔ مگر سارا مباحثہ پڑھ جائیے آپ پر یہ حقیقت آفتاب نیمروز کی طرح کھل جائے گی کہ قرآن مجید کے ہر دعویٰ پر تو اسی سے دلیل موجود ہے مگر انجیل کو یہ مقام کہاں؟ اسی لئے عیسائی پادری سراسر عاجز و لاجواب رہ گئے تھے۔

اسی طرح جلسہ اعظم مذاہب میں پانچوں سوالوں کا جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی آیات سے دیا۔ مگر کسی اور مذہب کا پیرو اس میدان میں بھی اپنی الہامی کتاب کو پیش نہ کر سکا۔

پس قرآن کریم کو جملہ الہامی کتابوں میں یہ ایک امتیاز حاصل ہے کہ وہ اپنے ہر دعویٰ کے لئے خود دلیل مہیا کرتا ہے یعنی اس نے کوئی بات بغیر دلیل اور برہان پیش نہیں کی اور یہ ظاہر ہے کہ انسانی ضمیر دلیل اور برہان کے ذریعہ ہی اطمینان اور تسلی پاتی ہے۔

(۷) اس سلسلہ میں ساتویں بات یہ پیش کی جاتی ہے کہ قرآن مجید نے اپنے آپ کو بطور ایک بے مثل کتاب کے پیش کیا ہے دوسری کسی کتاب کا یہ دعویٰ نہیں۔ قرآن کا بے مثل ہونا اپنے اندر مختلف پہلو رکھتا ہے:۔

اوّل یہ کہ وہ ایسی فصیح و بلیغ زبان میں نازل ہوا ہے اس کی ترتیب اتنی ابلغ اور محکم ترین ہے کہ کوئی انسان اس جیسی کتاب بلکہ ایک سورۃ بلکہ ایک آیت بھی پیش نہیں کر سکتا۔

دوم یہ کہ قرآن مجید اپنی تعلیمات دینیہ کے لحاظ سے بے مثل ہے۔ اس نے جس تفصیل اور وضاحت سے دقیق مسائل کو حل کیا ہے اور روحانی میدان میں انسانی فطرت کی رہنمائی کی ہے وہ بھی بے مثال ہے۔ کوئی انسان ایسی تعلیمات پر مشتمل کتاب بلکہ سورۃ بلکہ ایک آیت بھی پیش نہیں کر سکتا۔ انسان کی ہر ضرورت کو قرآن مجید نے پورا کر دیا ہے۔ سچ ہے ؎

یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

سوم یہ کہ اس میں علم غیب کے جو خزانے رکھے گئے ہیں جس طرح آئندہ زمانوں بلکہ قیامت اور اس کے بعد کے متعلق پیشگوئیاں اور حالات بیان کئے گئے ہیں کوئی انسان بلکہ سارے انسان مل کر بھی ایسا نہیں کر سکتے۔

یہ تینوں پہلو ایسے وسیع ہیں کہ ان میں سے ہر ایک ایک مستقل مقالے بلکہ مستقل کتاب کا مستحق ہے۔ قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت اپنوں اور بیگانوں سب کے نزدیک لاجواب ہے۔ اس کی تعلیمات اپنی مثال آپ ہیں۔ تمدنی امور ہوں، اخلاقی باتیں ہوں، سیاسی الجھنوں کے حل کرنے کا سوال ہو، روحانی ترقیات کا معاملہ درپیش ہو، غرض زندگی کے ہر مرحلہ کے لئے قرآن مجید میں احکام موجود ہیں اور احکام بھی ایسے

نافع اور کامل کہ ان سے بہتر یا ان کے برابر تصور میں آسکیں
پھر قرآن مجید کی انباءِ غیبیہ اپنی کیفیت اور کمیت میں ایسی ہیں کہ ان میں سے ایک پیشگوئی یا ایک بیان کی مثال بنانے پر انسان قادر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار قرآن مجید کے بے مثل کتاب ہونے کا اعلان فرمایا ہے اور مخالفین کو للکارا ہے کہ وہ ایک سورۃ بلکہ ایک آیت کی مثل ہی بنا کر دکھائیں۔ اِس چیلنج کے ساتھ ہی اعلان کر دیا کہ:۔

قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ
عَلٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ
لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ
بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ○

کہ سب چھوٹے بڑے مل کر بھی قرآن پاک کی مثل نہیں بنا سکتے۔

قرآن مجید کے علاوہ دُنیا کی کسی اَور الہامی کتاب میں ایسا دعویٰ موجود نہیں ہے اور نہ ہی کسی اَور کتاب کا اس وقت بے مثل ہونا ثابت ہے۔

آج بھی جماعت احمدیہ کے ذریعہ دُنیا کے کونے کونے میں قرآن مجید کے اِس چیلنج کو دُہرایا جا رہا ہے اور ہمارے امام ہمام ایدہ اللہ بنصرہ نے بارہا اِس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ کسی مفید علم کی کوئی اچھی بات یا اعلیٰ حقیقت ایسی نہیں جو بنیادی طور پر قرآن مجید میں موجود نہ ہو یا کوئی مذہبی اعتراض ایسا نہیں جس کا جواب قرآن مجید نے دیا ہو۔ حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے بارہا بڑے بڑے علمی مجمعوں میں اپنی اِس تحدّی کا اعلان فرمایا ہے مگر منکرین قرآن مجید میں سے کسی کو بھی اس کے توڑنے کی ہمت پیدا نہیں ہوئی۔

(۸) دوسری الہامی کتابوں کے مقابلہ میں قرآن مجید کو آٹھویں خصوصیت یہ حاصل ہے کہ وہ ایک طرف اللہ تعالیٰ کو سب جہانوں اور کل کائنات کا واحد **ربّ العالمین** قرار دے کر سب انسانوں کی مساوات کا اعلان کرتا ہے۔ ان سب کو انسانیت میں بھائی بھائی ٹھہراتا ہے۔ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات) فرماتا ہے اور دوسری طرف خدا تعالیٰ کی ہدایت اور رحمت کو عام مانتا ہے۔ قرآن مجید کے نزدیک ہر قوم میں نبی مبعوث ہوئے ہیں اور ہر ملک میں خدا تعالیٰ کی طرف سے منادی آتے رہے ہیں جس کے یہ معنے ہیں کہ قرآن پاک کے نزدیک ہر قوم پر خدا کا نور ظاہر ہوا اور ہر نبی خدا کا سچا برگزیدہ تھا۔ گویا قرآن مجید سب نبیوں اور رسولوں کی صداقت کو منواتا ہے۔ اس طرح سے وہ دنیا کے مذاہب میں ایسے اتحاد اور ایسی صلح کی بنیاد رکھتا ہے جس کی مانند کسی اَور کتاب میں تلاش کرنا عبث ہے۔

قرآن مجید نے جملہ آسمانی کتابوں کی تصدیق کی اور ان کو اپنی اصل کے لحاظ سے منجانب اللہ قرار دیا۔ یہ بات بھی بجز قرآن مجید کے اور کسی کتاب کو حاصل نہیں۔ پھر قرآن مجید نے جملہ آسمانی کتابوں کی پیشگوئیوں کو پورا کر کے ان کی تکمیل کی۔ علاوہ ازیں قرآن پاک نے تمام دینی و روحانی تعلیمات کو فطرتِ انسانی کے مطابق کمال تک پہنچایا اور سابقہ کتب الہامیہ کی قائم رہنے والی جملہ صداقتوں کو اپنا لیا۔ ایسے رنگ میں کہ اب قرآن مجید سے باہر کوئی اعلیٰ روحانی تعلیم نہیں ہے۔ انسان کی سب ضرورتوں کو قرآن مجید نے پورا کر دیا ہے اور جملہ ابدی صداقتوں کو اپنے اندر جمع کر لیا ہے۔ فرمایا ہے فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ کہ یہ وہ پاکیزہ صحیفے ہیں کہ ان میں سب قائم رہنے والی صداقتیں جمع کر دی گئی ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کو اب **مھیمن** کا مقام حاصل ہے۔ وہ سب کتابوں کا نگران ہے اور صداقتوں کے پرکھنے کے لئے وہی محک اور کسوٹی ہے۔ جو تعلیم یا بیان اس کے مطابق ہے حق اور درست ہے اور جو اس کے خلاف ہے وہ

غلط اور نادرست ہے۔

اسی بنا پر مسلمان قرآن مجید پر تفصیلاً اور سابقہ الہامی کتابوں پر اجمالاً ایمان لاتے ہیں۔ ممکن ہے ہمارے غیر مسلم دوستوں کو قرآن مجید کا یہ دعویٰ ناگوار گزرے مگر حقیقت یہی ہے۔ تاریخ اور علوم جدیدہ اپنی اپنی منزل پر اس صداقت کا اعلان کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے کہ قرآن مجید کا بیان ہی درست ہے اور اس کے خلاف جو کچھ ہے وہ باطل ہے اور اس باطل کو کبھی قرآن مجید پر غلبہ حاصل نہ ہو سکے گا۔

لَا یَأْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَیْنِ یَدَیْهِ
وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَکِیْمٍ
حَمِیْدٍ ٥

یہ بڑا زبردست دعویٰ ہے مگر گزشتہ زمانوں میں یہ دعوے روز روشن کی طرح ثابت ہوتا رہا ہے اور آئندہ بھی انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔ تاہم جماعت احمدیہ کے نوجوان نونہالوں کا فرض ہے کہ وہ اس روحانی فوج کے سپاہی بنیں جو قرآنی قلعہ کی حفاظت کے لئے اپنی ساری علمی اور عملی طاقتیں خرچ کرنے کیلئے مقرر ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور ہماری نسلوں کو توفیق بخشے۔ آمین۔

(۹) مذہب محض چند رسوم کا نام نہیں بلکہ مذہب انسان پر اس کے سر سے لے کر پاؤں تک حاوی ہوتا ہے اور وہ ہر قدم پر اس کی رہنمائی کرتا ہے۔ کامل مذہب کی یہی علامت ہے کہ وہ اپنے پیروؤں کی کامل رہنمائی کرتا ہے۔ مذہب کی جان **عبادات** ہیں اور عبادات کا خلاصہ وہ **دعائیں** ہیں جو کسی آسمانی کتاب میں پیش کی جاتی ہیں۔ جملہ الہامی کتابوں میں قرآن مجید کو یہ ایک امتیازی مقام حاصل ہے کہ اس نے جہاں احکام و معاملات میں کامل تعلیم دی ہے، عبادات کو کامل رنگ میں پیش کیا ہے وہاں پر اس نے دعاؤں کو بھی جامع اور اکمل صورت میں سکھایا ہے۔ اگر کوئی غیر جانبدار شخص صرف اسی ایک پہلو سے جملہ الہامی کتابوں کا موازنہ کرے تو اسے قرآن مجید کی فضیلت و برتری کا کھلے بندوں اعتراف کرنا پڑے گا۔ انسانی ضروریات کے لئے جامع ادعیہ قرآن مجید میں موجود ہیں۔ قرب الٰہی پانے کے لئے دعا سے قریب تر کوئی ذریعہ نہیں۔ جتنا زور قرآن مجید نے دعاؤں پر دیا ہے کسی اور کتاب نے نہیں دیا۔ سورۃ فاتحہ جو قرآن مجید کا خلاصہ ہے ایک جامع ترین دعا ہے جس میں صفات الٰہیہ میں سے امہات الصفات کا ذکر کرنے کے بعد خالق اور بندے کے تعلقات کا ذکر فرمایا ہے اور پھر جامع الفاظ میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کی مؤثر ترین دعا سکھائی گئی ہے۔ سورۃ فاتحہ کے متعلق پادری ایس۔ ایم پال نے لکھا ہے کہ:۔

"سورۃ فاتحہ اپنے حقیقی مفہوم کے اعتبار سے نہایت شاندار سورۃ ہے۔ اس کے ہر جملہ سے خدا کی خدائی، اس کی عظمت اور برتری، اس کے رحم اور فضل کی عالم گستری، اس کے بندوں کی طرف سے عجز و نیازمندی، اطاعت و فرمانبرداری، اور حقیقی دعا و التجا ظاہر ہوتی ہے۔ ڈاکٹر ویری صاحب نے اپنی انگریزی تفسیر القرآن میں کیا ہی خوب لکھا ہے کہ "سورۃ فاتحہ کی اس کے حقیقی مقصد کے لحاظ سے کوئی مسیحی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ اوّل سے آخر تک ایک مخلصانہ دعا ہے جس کو مسیحانہ طور پر ادا کیا گیا ہے۔ ہر ایک شخص اس کے جواب میں آمین کہہ سکتا ہے"۔ میں کہتا ہوں کہ صرف آمین نہیں بلکہ اس کو ورد کر سکتا ہے۔" (سلطان التفاسیر صفحہ ۲۱)

اللہ تعالیٰ نے بجا فرمایا ہے رُبَمَا یَوَدُّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَوْ کَانُوْا مُسْلِمِیْنَ۔ الغرض قرآن مجید اپنی دعاؤں کے لحاظ سے بھی دیگر الہامی کتابوں کے درمیان ایک نمایاں اور ممتاز مقام رکھتا ہے۔

(۱۰) آج کے لیکچر کے لئے دسویں یا آخری امتیازی بات جو قرآن مجید کو حاصل ہے وہ یہ ہے کہ قرآن مجید وہ شجرۂ طیبہ ہے جسے ہر زمانہ میں تازہ اور شیریں پھل لگتے ہیں۔ (کتب سابقہ اپنے اپنے وقت میں اور اپنے اپنے حلقوں میں سرسبز درختوں کی حیثیت رکھتی تھیں مگر رفتہ رفتہ زمانہ سے ان درختوں پر خزاں کا موسم آگیا، ان کے پھل ختم ہوگئے، پتے خشک ہوگئے اور اب وہ درختوں کے نام سے درختوں کا نشان ضرور ہیں مگر شجرۂ طیبہ نہیں جو ہر آن اپنا تازہ پھل دیتا ہے،) یہ سارے پھل نبی عربی حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ کا نتیجہ ہیں کیونکہ آپ ہی قرآن مجید کی تعلیمات کا اُسوۂ حسنہ ہیں اور آپ کی پیروی سے ہی اللہ تعالیٰ کی محبت کا مقام حاصل ہوتا ہے۔ قرآن مجید اپنے متعلق فرماتا ہے ضَرَبَ اللّٰهُ كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا کہ اس پاکیزہ کلام کی مثال اس پاک درخت سے ہے جس کی جڑ نہایت پختہ اور مضبوط ہے اور جس کی شاخیں آسمانوں کی بلندیوں تک پھیلاؤ رکھتی ہیں اور وہ درخت ہر گھڑی اپنے پھل دیتا رہتا ہے۔

یوں بھی قرآن مجید اسم بامسمّٰی ہے کیونکہ یہ وہ الہامی کتاب ہے جو دنیا کی ساری الہامی کتابوں میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے۔ اس کتاب کا نام قرآن رکھے جانے میں ایک یہی پیشگوئی تھی۔ جرمن مستشرق پروفیسر نولڈیکے نے لکھا ہے:-

"And Since the use of the Koran in Public worship, in schools, and otherwise is Much more extensive than, for Example, the reading of the Bible in most Christian Countries. It has been truly discribed as the Most widely read book in existence."

(انسائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد ۱۶ صفحہ ۵۹۸)

مگر اس فخر کے علاوہ قرآن مجید کو بے نظیر امتیازی مقام بھی حاصل ہے کہ وہ دنیا کی جملہ الہامی کتابوں میں سے ایسی زندہ اور پائندہ کتاب ہے کہ اسکے پھل ہر زمانہ میں ظاہر ہوتے ہیں اور خدا کے مقرب بندے ہر زمانہ میں اسکی زندگی کی شہادت دیتے ہیں جنہوں نے قرآن مجید کی پیروی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے اللہ تعالیٰ کا وصال حاصل کیا اور ابدی زندگی کے وارث بن گئے۔

یہ اکیلا امتیاز ہی بس ہے کیونکہ مذہب کی یہی غرض ہے اور اس غرض کو آج اس زمانہ میں بھی اور آئندہ بھی صرف قرآن مجید ہی پورا کر رہا ہے۔ پس قرآن مجید ہی جملہ الہامی کتابوں میں ایک زندہ کتاب ہے اور اسی کی پیروی سے انسان کو نجات ملتی ہے، اسی سے انسان خدا کے زندہ کلام اور الہام سے نوازا جاتا ہے اور یہی وہ مرتبہ ہے جو انسانی روح کا مقصود و مطلوب ہے۔ اس چشمہ سے پینے والے ہزاروں لاکھوں ہو چکے ہیں اور ہزاروں لاکھوں آئندہ بھی ہونگے۔

اب آخر میں میں اپنی تقریر کو اللہ تعالیٰ کے اس برگزیدہ مسیح کے کلام پر ختم کرتا ہوں جو اس زمانہ میں قرآنی صداقتوں کا زندہ گواہ اور اسلام کی سچائی کا آسمانی قرنا بنا کر بھیجا گیا ہے۔ حضور اپنے لیکچر اسلامی اصول کی فلاسفی کے آخری حصہ میں فرماتے ہیں:-

"میں بنی نوع پر ظلم کروں گا اگر میں اس وقت ظاہر نہ کروں کہ وہ مقام جس کی میں نے یہ تعریفیں کی ہیں اور وہ مرتبہ مکالمہ اور مخاطبہ کا جس کی میں نے اس وقت تفصیل بیان کی وہ

خدا کی عنایت نے مجھے عنایت فرمایا ہے تا میں اندھوں کو بینائی بخشوں اور ڈھونڈنے والوں کو اس گم گشتہ کا پتہ دوں اور سچائی کو قبول کرنے والوں کو اس پاک چشمہ کی خوشخبری سناؤں جس کا تذکرہ بہتوں میں ہے اور پانے والے تھوڑے ہیں۔ میں سامعین کو یقین دلاتا ہوں کہ وہ خدا جس کے ملنے میں انسان کی نجات اور دائمی خوشحالی ہے وہ بجز قرآن شریف کی پیروی کے ہرگز نہیں مل سکتا۔ کاش جو میں نے دیکھا ہے لوگ دیکھیں اور جو میں نے سُنا ہے وہ سُنیں اور قصّوں کو چھوڑ دیں اور حقیقت کی طرف دوڑیں۔ وہ کامل علم کا ذریعہ جس سے خدا نظر آتا ہے، وہ میل اُتارنے والا پانی جس سے تمام شکوک دُور ہو جاتے ہیں، وہ آئینہ جس سے اس برتر ہستی کا درشن ہو جاتا ہے خدا کا وہ مکالمہ اور مخاطبہ ہے جس کا میں ابھی ذکر کر چکا ہوں۔ جس کی رُوح میں سچائی کی طلب ہے وہ اُٹھے اور تلاش کرے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر روحوں میں سچی تلاش پیدا ہو اور دلوں میں سچی پیاس لگ جائے تو لوگ اس طریق کو ڈھونڈیں اور اس راہ کی تلاش میں لگیں۔ مگر یہ راہ کس طریق سے کھلے گی اور حجاب کس دوا سے اُٹھے گا۔ میں سب طالبوں کو یقین دلاتا ہوں کہ صرف اسلام ہی ہے جو اس راہ کی خوشخبری دیتا ہے اور دوسری قومیں تو خدا کے الہام پر مدّت سے مُہر لگا چکی ہیں۔ سو یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کی طرف سے مُہر نہیں بلکہ محرومی کی وجہ سے انسان ایک حیلہ پیدا کر لیتا ہے۔ اور یقیناً یہ سمجھو کہ جس طرح یہ ممکن نہیں کہ ہم بغیر آنکھوں کے دیکھ سکیں یا بغیر کانوں کے سُن سکیں یا بغیر زبان کے بول سکیں اسی طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ بغیر قرآن کے اس پیارے محبوب کا مُنہ دیکھ سکیں۔ میں جوان تھا اب بوڑھا ہوا مگر میں نے کوئی نہ پایا جس نے بغیر اس پاک چشمہ کے اس کھلی کھلی معرفت کا پیالہ پیا ہو۔

اے عزیزو! اے پیارو!! کوئی انسان خدا کے ارادوں میں اس سے لڑائی نہیں کر سکتا۔ یقیناً سمجھو کہ کامل علم کا ذریعہ خدا تعالیٰ کا الہام ہے جو خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں کو ملا۔ پھر بعد اس کے اس خدا نے جو دریائے فیض ہے، یہ ہرگز نہ چاہا کہ آئندہ اس الہام کو مُہر لگا دے اور اس طرح پر دنیا کو تباہ کرے۔ بلکہ اس کے الہام اور مکالمے اور مخاطبے کے ہمیشہ دروازے کھلے ہیں۔ ہاں ان کو ان کی راہوں سے ڈھونڈو تب وہ آسانی سے تمہیں ملیں گے۔"

(اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۱۹۴ تا صفحہ ۱۹۶)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی برکتوں سے نوازے اور قرآن مجید کے فیوض و انوار سے ہمارے سینوں کو منوّر کرے اور اس آبِ حیات کو دُنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی ہمیں اور ہماری اولادوں کو توفیق بخشے۔ آمین یا ربّ العالمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العلمین ٭

خلافتِ راشدہ کے متعلق تحریری مناظرہ

کلمۃ الحق

حضرت حافظ روشن علی صاحبؓ اس مناظرہ میں اہلسنت والجماعت کی طرف سے مناظر تھے۔ قیمت علاوہ محصولڈاک ۵۰ پیسے۔ (مینجر الفرقان ربوہ)

لائف ممبرز

رسالہ الفرقان کے مستقل خریدار

ذیل میں ان بزرگوں اور بھائیوں کے اسماءِ گرامی تشکر کے طور پر شائع کئے جاتے ہیں جنہوں نے رسالہ کے استحکام کے لئے دس سال کے پیشگی چندہ کے ساتھ آئندہ دس سال کی خریداری منظور فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے احباب سے بھی ان کے لئے درخواستِ دُعا ہے ـــــ ابوالعطاء

ربوہ

- سیدی حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی۔
- حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج۔
- حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی۔
- جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نائب صدر عالمی عدالت ہیگ
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب خالد ایم اے پروفیسر تعلیم الاسلام کالج
- جناب رفیق احمد صاحب ثاقب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج
- جناب چوہدری محمد لطیف صاحب ایم۔ اے دارالصدر غربی۔
- حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری۔
- جناب ڈاکٹر سید سلطان محمود صاحب شاہدپی۔ ایچ۔ ڈی۔ پروفیسر تعلیم الاسلام کالج۔

قادیان

- جناب ماسٹر محمد ابراہیم صاحب ٹیلر ماسٹر
- جناب مسعود احمد صاحب انچارج بھاگلپوری
- جناب چوہدری عبدالقدیر صاحب درویش۔
- " ملک بشیر احمد صاحب آئی سپیشلسٹ احمدیہ شفاخانہ۔
- جناب سید شہامت علی صاحب ساکن رتن
- " ڈاکٹر عطر دین صاحب درویش
- " حافظ سخاوت علی صاحب بھاگلپوری

ضلع جھنگ

- جناب میاں بشیر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ جھنگ صدر
- جناب ملک محمد حیات صاحب نسوآنہ موضع لولہ ضلع جھنگ
- جناب چوہدری عبدالحلیم خان صاحب چک $\frac{۴۹}{ج۔ب}$ ضلع جھنگ۔
- جناب چوہدری شریف احمد صاحب باجوہ۔ ایڈووکیٹ۔

ضلع سرگودہا

- جناب مرزا عبدالحق صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ سرگودھا۔
- جناب حافظ ڈاکٹر مسعود احمد صاحب بلاک ۱۲ سرگودہا شہر
- جناب چوہدری جلال الدین صاحب چک ۳۵ جنوبی۔
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب پراچہ یونائیٹڈ ٹیکسٹائل لمیٹڈ سرگودہا۔
- جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب آڑھتی
- " ڈاکٹر فیاض حسین صاحب رضوی ہیلتھ سنٹر فاتح آباد۔

ضلع لاہور

- جناب چوہدری اسد اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء امیر جماعت احمدیہ لاہور۔
- جناب چوہدری محمد شفیع صاحب پتوکی ضلع لاہور
- جناب قریشی عبدالرشید صاحب R/۲۰ وحدت کالونی۔
- جناب خواجہ محمد شریف صاحب برانڈرتھ روڈ۔
- جناب امیر الدین صاحب رتن باغ۔
- " ڈاکٹر اعجاز الحق صاحب وائس پرنسپل ڈینٹل ہسپتال۔
- جناب سید بہادل شاہ صاحب نسبت روڈ لاہور۔
- جناب سردار بشیر احمد صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ پونچھ روڈ۔
- جناب چوہدری عزیز احمد صاحب کسٹوڈین لاہور
- جناب چوہدری فتح محمد صاحب مینجنگ ڈائرکٹر "دی لاہور پبلک ٹرانسپورٹ"۔
- جناب چوہدری اعجاز نصر اللہ خان صاحب ایڈووکیٹ۔ لاہور
- جناب قریشی قمر احمد صاحب بریلوی ماڈل ٹاؤن لاہور۔
- جناب چوہدری نور احمد خان صاحب گوالمنڈی لاہور۔
- جناب سراج الدین صاحب نسبت روڈ
- " چوہدری عبدالحکیم صاحب ۴۲ میکلوڈ روڈ لاہور۔
- جناب قریشی محمود احمد صاحب ایڈووکیٹ میکلوڈ روڈ۔
- جناب چوہدری عبدالحمید صاحب مکان ۱۱۱-۵/ G ماڈل ٹاؤن۔
- جناب ڈاکٹر محمد عبدالحق صاحب ایم بی بی۔ ایس لاہور۔

• جناب ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی۔
• جناب حافظ عبدالکریم صاحب فضل۔ فضل ریڈیو۔
• جناب محمد عثمان صاحب لکشمی مینشن دی مال۔
• جناب الیس یو شیخ صاحب کوئر ٹمپل روڈ۔
• جناب حکیم سراج الدین صاحب بھاٹی گیٹ۔
• جناب ڈاکٹر احسان علی صاحب ۱۲۔ میکلوڈ روڈ۔
• جناب مسٹر اے۔ آر۔ بھٹی صاحب اکاؤنٹنٹ مال روڈ
• جناب محمد ابراہیم صاحب تابش ریڈیو سروس ۲۵ دی مال
• جناب چوہدری فضل الرحمن صاحب ۶ دیال سنگھ مینشن دی مال
• جناب شیخ فضل احمد بشیر احمد صاحبان سمن آباد۔
• جناب رشید احمد صاحب ملک رتن چند روڈ
• جناب صاحبزادہ مرزا منیر احمد صاحب مال روڈ
• جناب خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب ماڈل ٹاؤن
• جناب مرزا عبدالرحمن صاحب ناصر ایم۔ اے۔ پروفیسر انجینئرنگ کالج

• جناب عبدالرشید صاحب افریقی بودھا مل روڈ۔

ضلع راولپنڈی

• جناب سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب ۱۱۲ ڈلہوزی روڈ۔ صدر
• جناب شیخ غلام حیدر صاحب ڈی۔ اے۔ سی کالج روڈ۔
• جناب صوفی محمد شفیع صاحب امپائر ہوٹل۔ صدر راولپنڈی
• جناب میجر عزیز احمد صاحب شاہنواز لمیٹڈ مال روڈ۔
• محترمہ بیگم صاحبہ جناب میاں حیات محمد صاحب مرحوم۔ ۱-۱ اصغر مال روڈ راولپنڈی
• جناب چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی ڈی سی۔ ایم۔ اے
• جناب کیپٹن محمد اسحاق صاحب ملک۔ مری روڈ۔
• جناب رفیق احمد صاحب دہلوی نیا محلہ راولپنڈی۔
• جناب ڈاکٹر عمر الدین صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس۔ مری روڈ
• جناب قاضی عبدالغنی صاحب حلقہ مسجد راولپنڈی۔
• جناب محمد یونس صاحب فاروقی سٹیلائٹ ٹاؤن۔
• جناب محی الدین صاحب محلہ کرتار پورہ بابا روڈا روڈ
• سید مقبول احمد صاحب ڈلہوزی روڈ۔

• جناب ملک مظفر احمد صاحب کالج روڈ۔ راولپنڈی
• جناب ایم۔ اے۔ غنی صاحب بی۔ اے تیلی محلہ راولپنڈی
• جناب کرنل محمود احمد صاحب سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
• جناب ماسٹر عبدالرحمن صاحب خاکی بی۔ اے سٹیلائٹ ٹاؤن
• جناب قاضی بشیر احمد صاحب بھٹی کشمیری بازار راولپنڈی
• جناب کیپٹن اے یو منیر احمد صاحب چرچ روڈ۔ راولپنڈی
• جناب چوہدری نور الحسن صاحب موضع بتیال ضلع راولپنڈی۔
• جناب شیخ عبدالحکیم صاحب شملوی سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
• جناب ملک بشیر احمد صاحب فلائٹ لیفٹیننٹ کالج روڈ۔
• جناب میجر عبدالرحمن صاحب مغل سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی
• جناب کیپٹن کرامت اللہ صاحب سکول آف سگنل راولپنڈی
• جناب چوہدری مبارک احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی راولپنڈی
• جناب صوبیدار نواب دین صاحب محلہ امرپورہ راولپنڈی
• جناب کیپٹن عبدالحی صاحب پریم گلی۔ صدر راولپنڈی
• جناب خواجہ عنایت اللہ صاحب بھابھڑا محلہ

• جناب شیخ غلام رسول صاحب نیا محلہ راولپنڈی
• جناب میجر چوہدری عزیز احمد صاحب مری۔

ضلع ملتان

• جناب ملک عمر علی احمد صاحب امیر جماعتہائے ضلع ملتان۔ ملتان چھاؤنی۔
• جناب میاں محمد عمر صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ
• جناب شیخ عبدالرحیم صاحب پراچہ کالٹکس ایجنٹ۔
• جناب عبدالحفیظ صاحب ایڈووکیٹ
• جناب ڈاکٹر رفیق احمد صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس بوریوالہ۔
• جناب مولوی ظفر احمد صاحب صدیقی سکندر آباد ضلع ملتان۔
• جناب بشارت احمد صاحب باجوہ اور سیر پیراں غائب۔
• جناب محمد نعیم، محمد وسیم، محمد حلیم صاحبان پسران شیخ محمد اسلم صاحب دنیا پور ضلع ملتان۔
• جناب ڈاکٹر عبدالسمیع صاحب ایم۔ بی بی۔ ایس ملتان چھاؤنی۔
• جناب ڈاکٹر عبدالکریم صاحب بیرون حرم گیٹ ملتان شہر
• جناب ماسٹر نواب الدین صاحب ایم اے
• جناب چوہدری شریف احمد علی محمد صاحبان کچہری بازار ساہیوال۔

- جناب شیخ عبدالغفور صاحب پٹواری نہر احمد نگر۔ ڈاکخانہ خانیوال ضلع ملتان۔
- جناب حکیم انوار حسین و محمود احمد صاحبان کچہری بازار خانیوال
- جناب شیخ محمد اسلم و محمد سلیم صاحبان کمیشن ایجنٹ دنیا پور
- جناب چوہدری منور احمد خان صاحب بیرون حرم گیٹ ملتان شہر
- جناب چوہدری محمد اکرام اللہ صاحب ادمیگار یڈیو کمپنی ملتان چھاؤنی
- جناب چوہدری عبداللطیف صاحب بیرون حرم گیٹ ملتان شہر
- جناب شیخ محمد منیر صاحب احمدی دنیا پور۔ ضلع ملتان
- جناب سیٹھ اللہ جوایا صاحب حسین آگاہی ملتان شہر۔

ضلع شیخوپورہ

- جناب چوہدری انور حسین صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ شیخوپورہ۔
- جناب شیخ محمد بشیر صاحب آزاد ابالوی ہمنڈی مریدکے۔

ضلع گوجرانوالہ

- جناب عبدالرحمٰن صاحب صابر مینجر سنگو مشین کمپنی گوجرانوالہ
- جناب میاں برکت علی غلام احمد صاحبان سوداگران چرم وزیر آباد۔
- جناب چوہدری محمد شریف صاحب فیروز والہ۔
- جناب میاں محمد شریف صاحب باغبانپورہ گوجرانوالہ
- جناب چوہدری عبدالحمید صاحب تھانہ بازار گوجرانوالہ۔
- جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب "ہاگورا" وزیر آباد
- جناب چوہدری مقبول احمد صاحب انسپکٹر آف ورکس ریلوے وزیر آباد۔
- جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب اینڈ برادرز۔ وزیر آباد
- میاں محمد خان اکبر علی صاحبان سوداگران چرم وزیر آباد
- میاں عنایت اللہ صاحب فاروق کٹلری نظام آباد
- جناب ملک منظور احمد صاحب لاہوری گیٹ وزیر آباد
- جناب میاں قمرالدین صاحب مرحوم کھدکھر۔ گوجرانوالہ
- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ڈسٹرکٹ انجینئر گوجرانوالہ
- جناب چوہدری پیر محمد صاحب ہیڈ کلرک محلہ اسلام آباد۔

ضلع گجرات

- جناب چوہدری بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت احمدیہ گجرات۔
- محترمہ بیگم صاحبہ جناب سید عبدالعزیز صاحب منڈی بہاؤالدین
- جناب خواجہ دار مبارک احمد صاحب کھاریاں چھاؤنی۔

ضلع جہلم

- جناب سیٹھی عبدالحق صاحب داراللباس۔ مین بازار جہلم
- جناب سیٹھی خلیل الرحمٰن صاحب مشین محلہ جہلم شہر
- جناب خواجہ عبداللطیف صاحب جنرل مرچنٹ مین بازار جہلم

ضلع سیالکوٹ

- جناب حکیم سید پیر احمد شاہ صاحب بازار پنساریاں سیالکوٹ شہر
- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایڈووکیٹ نائب امیر جماعت احمدیہ
- جناب چوہدری خالد سیف اللہ خان صاحب۔ سیالکوٹ
- جناب چوہدری عبدالستار صاحب درگانوالی ضلع سیالکوٹ۔
- جناب میاں سلطان احمد خان صاحب منڈیکے گرائیہ ضلع سیالکوٹ۔
- جناب چوہدری غلام حسین صاحب گوہد پور ضلع سیالکوٹ۔

کوئٹہ

- جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ۔
- جناب میاں بشیر احمد صاحب ایم اے فاطمہ جناح روڈ۔ کوئٹہ
- جناب شیخ کریم بخش صاحب مرحوم کوئٹہ
- جناب شیخ محمد اقبال صاحب اقبال بوٹ ہاؤس جناح روڈ کوئٹہ۔
- جناب شیخ عبدالاحد صاحب۔ پوسٹ بکس ۱۲۹ کوئٹہ۔
- مجلس خدام الاحمدیہ مسجد احمدیہ شارع فاطمہ جناح کوئٹہ۔
- جناب خلیفہ عبدالرحمٰن صاحب۔
- 〃 ماسٹر عبدالکریم صاحب۔ جناح روڈ۔ کوئٹہ
- احمدیہ پبلک لائبریری شارع فاطمہ جناح۔ کوئٹہ
- جناب سید قربان حسین شاہ صاحب
- 〃 خان عبدالوحید خان صاحب جناح روڈ۔ کوئٹہ۔
- جناب ڈاکٹر میجر سراج الحق خان صاحب طوغی روڈ۔ کوئٹہ۔
- جناب چوہدری محمود احمد صاحب شارع اقبال کوئٹہ۔
- جناب عطاء الحق خان صاحب c/o حق برادرز منصفی روڈ
- جناب چوہدری محمد ابراہیم صاحب ڈار۔ فاطمہ جناح روڈ۔
- جناب سیٹھ محمد سعید صاحب ڈھیول روڈ۔ اسلام آباد۔

اضلاع سابق صوبہ سندھ

- جناب چوہدری سلطان علی صاحب کمیشن ایجنٹ محراب پور۔ سندھ

• جناب خان نصیر احمد خان صاحب
ٹامر حق برادرز خانپور
• جناب حاجی عبد الرحمٰن صاحب رئیس
باندھی ضلع نواب شاہ۔
• جناب محمد عبد اللہ صاحب رئیس
زمیندار باندھی ضلع نوابشاہ۔
• جناب علاؤ الدین صاحب گوٹھ
علاؤ الدین ضلع نواب شاہ۔
• جناب چوہدری عطا محمد صاحب،
گوٹھ امام بخش ضلع نوابشاہ۔
• جناب چوہدری محمد عبد اللہ صاحب
گوٹھ امام بخش ضلع نوابشاہ
• جناب چوہدری غلام نبی صاحب
گوٹھ امام بخش ضلع نوابشاہ
• جناب چوہدری برکت علی صاحب
گوٹھ سردار محمد چانڈیو ضلع نوابشاہ
• جناب حاجی قمر الدین صاحب
گوٹھ قمر آباد ضلع نوابشاہ
• جناب حاجی کریم بخش صاحب
قمر آباد ضلع نوابشاہ۔
• جناب ڈاکٹر فقیر محمد صاحب
قمر آباد ضلع نوابشاہ،
• جناب رئیس عبد الحمید صاحب
باندھی ضلع نوابشاہ
• جناب چوہدری صادق احمد صاحب
کمیشن ایجنٹ دریا خان مری
ضلع نوابشاہ۔
• مجلس خدام الاحمدیہ گوٹھ جمال پوٹو
ضلع نوابشاہ۔

• جناب ڈاکٹر عبد القدوس صاحب
مارکیٹ روڈ۔ نوابشاہ
• جناب سیٹھ محمد دین صاحب
مرحوم۔ نوابشاہ۔
• جناب چوہدری غلام رسول صاحب
گوٹھ غلام رسول ضلع تھرپارکر۔
• جناب ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب
صدیقی میرپور خاص۔
• جناب بابو عبد الغفار صاحب
فوٹو سٹیٹ سروس سالرہ روڈ حیدرآباد
• جناب چوہدری محمد اکرام صاحب
لطیف آباد حیدرآباد۔
• جناب ڈاکٹر احمد دین صاحب
امیر جماعت احمدیہ کنری۔
• جناب چوہدری شاہ دین صاحب
گوٹھ شاہ دین ضلع نوابشاہ
• جناب فضل الرحمٰن خان صاحب
زیل پاک سیمنٹ فیکٹری حیدرآباد
• جناب چوہدری رحمت اللہ صاحب
کمیشن ایجنٹ ڈیرہ نواب صاحب
• جناب ملک محمد الٰہی صاحب۔
جارکول مرچنٹ بدین ضلع حیدرآباد
• جناب ملک جلال الدین صاحب
جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ بدین
• جناب ملک محمود احمد صاحب
جارکول مرچنٹ۔ بدین
• جناب مہر غلام محمد صاحب۔
جارکول مرچنٹ بدین
• جناب چوہدری کرامت اللہ صاحب بدین

• جناب چوہدری تفضل احمد صاحب
پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ رحیم یار خان
• جناب سید حضرت اللہ صاحب پاشا
ایم۔اے وحدت کالونی حیدرآباد

بہاولپور

• جناب خان عزیز محمد خان صاحب
ایڈمنسٹریٹو آفیسر بہاولپور
• جناب چوہدری غلام احمد صاحب
دفتر ڈپٹی چیف انجینئر اریگیشن
• جناب پیر محمد اقبال صاحب اسٹیشن ماسٹر

کراچی

• جناب قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے
صدر شعبہ نفسیات کراچی یونیورسٹی
• جناب عبد الرحیم صاحب مدہوش
رحمانی۔ مارٹن روڈ۔
• جناب عبد الرزاق صاحب مہتہ اینڈ سنز
فوٹو گرافرز پیر الٰہی بخش کالونی۔
• جناب چوہدری بشیر احمد صاحب نمبر
بی۔اے۔ کورنگی کریک۔
• جناب چوہدری مسعود احمد صاحب
خورشید کھوڑی گارڈن
• دی ایسٹرن سروسز لمیٹڈ ہم اینڈ روڈ
• جناب محمد شریف صاحب چغتائی۔
اسسٹنٹ ڈپٹی ڈائرکٹر جنرل
پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف کراچی
• محترمہ انور سلطانہ صاحبہ کوارٹر ۲/۲۰۹
کورنگی کریک۔
• جناب مولوی صدر الدین صاحب احمد
منگھا پیر روڈ۔

• جناب غلام احمد صاحب ۳/۳
فردوس کالونی۔ گولیمار ۲

مغربی پاکستان کے دیگر اضلاع

• جناب نواب زادہ محمد امین خان صاحب
بنوں شہر۔
• جناب محمد سعید احمد صاحب
اسسٹنٹ انجینئر ایئر فورس پشاور
• جناب قاضی محمد برکت اللہ صاحب
ایم۔اے پروفیسر گورنمنٹ کالج
میرپور ریاست جہلم۔
• جناب سردار امیر محمد خان صاحب
قیصرانی، کوٹ قیصرانی ضلع
ڈیرہ غازی خان۔
• جناب مبارک علی صاحب اپیاہ روڈ
نائل پور۔
• جناب مولوی برکت علی صاحب لائق۔
نارائن فلور ملز چونیاں ضلع لاہور
• جناب مرزا محمد عبد اللہ صاحب
جی۔ٹی روڈ پشاور شہر
• جناب چوہدری عبد المالک صاحب
فاضل، ڈیرہ اسماعیل خان۔
• جناب مولوی خلیل الرحمٰن صاحب
محلہ رام پورہ۔ پشاور شہر
• جناب شیخ محمد صاحب صدر معلم
ڈی۔بی پرائمری کوکل ریالہ اسٹیٹ
ضلع منٹگمری۔

مشرقی پاکستان

• جناب شیخ محمود الحسن صاحب
امیر جماعت احمدیہ ڈھاکہ۔

- جناب قاضی خلیل الرحمن صاحب خادم بنگالی بہ بخشی بازار روڈ ڈھاکہ۔
- جناب میاں محمد انور و ڈاکٹر محمد شفیق صاحبان - چاٹگانگ
- جناب چوہدری محمد خالد صاحب چٹاگانگ۔
- جناب محمود احمد علاؤ الدین صاحب سکندر آباد۔ چٹاگانگ
- محترمہ محمودہ بیگم سعدی صاحبہ چٹاگانگ۔
- جناب محمد سلیمان صاحب سوبارہ روڈ - ڈھاکہ
- جناب مولوی ابو الخیر محب اللہ صاحب محمود نگر ضلع راجشاہی۔
- جناب صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹرایٹ لار۔ ڈھاکہ
- جناب ڈاکٹر عبد الصمد صاحب ڈی۔ پی۔ ایچ۔ نارائن گنج ڈھاکہ
- جناب چوہدری انوار احمد صاحب کاہلوں۔ نارائن گنج۔ ڈھاکہ
- جناب چوہدری خورشید احمد صاحب کاہلوں - ڈھاکہ
- جناب فضل کریم صاحب ملار۔ ڈھاکہ۔

بھارت کے دیگر علاقے

- جناب مولانا محمد سلیم صاحب فاضل۔ کلکتہ۔
- جناب صالح الشیبی النہدی نئی دہلی۔
- محترمہ امۃ النصیر صاحبہ اہلیہ مکرم صالح الشیبی صاحب نئی دہلی
- جناب سید فضل احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس گیا (بھارت)
- جناب مولوی کمال الدین صاحب مالاباری۔ مدراس
- جناب ایم محمد عبد اللہ صاحب حیدر آباد دکن۔
- جناب امیر علی صاحب صدیق۔ جنوبی کنارہ۔ جنوبی ہند۔
- جناب مولوی سراج الحق صاحب عثمان گنج حیدر آباد۔ (انڈیا)
- جناب میاں محمد عمر صاحب سہگل کلکتہ۔ بھارت
- جناب میاں محمد بشیر صاحب سہگل کلکتہ۔ بھارت

دوسرے ممالک

- جناب چوہدری نذیر احمد صاحب ایم ایس سی۔ غانا (مغربی افریقہ)
- جناب مسٹر عبد العزیز عزیز الدین صاحب۔ لندن
- جناب ناظم خان صاحب غوری مارگوری۔ (مشرقی افریقہ)
- جناب مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر ٹبورا (مشرقی افریقہ)
- جناب ایم۔ اے ہاشمی صاحب کویت (عرب)
- جناب چوہدری عبد الستار صاحب کویت (عرب)

حضرت مسیح ناصریؑ کی آمد کی روایات

لاہور کے ایک ماہنامہ "جد و جہد" نامی نے جس کے سرورق پر "منظور شدہ محکمہ تعلیم لاہور" چھپتا ہے اپنی اشاعت دسمبر ۶۱ء میں لکھا ہے:۔

"مسیح کی آمد کا خیال یہودیوں میں تھا۔ اور جب مسیح ناصری آگئے تو انہوں نے انکار کر دیا اور وہ آج تک منتظر ہیں۔ مسیح کی امت نے ان کو سولی پر چڑھا دیا۔ اب وہ ان کی دوبارہ آمد کے منتظر ہیں۔

جب یہودی اور نصرانی اسلام میں داخل ہوئے تو یہی عقیدہ اپنے ساتھ لائے اور اس کی خوب اشاعت کی۔ حالانکہ اس عقیدہ کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں نہ قرآن مجید میں اس کا کوئی ذکر ہے۔ یہودیوں اور عیسائی فرقہ نے اسی عقیدہ کی احادیث گھڑ کر پھیلا دیں اور بیچارے سیدھے سادے مسلمان ان کو مانتے چلے آئے۔ بعد میں سبائیوں نے اسی خیال کے ساتھ مہدی کی آمد کو بھی شامل کر لیا۔ اور آج تک دونوں کا پراپیگنڈہ ہو رہا ہے۔"

(ماہنامہ "جد و جہد" دسمبر ۶۱ء صفحہ ۳)

اس اقتباس کے پیش نظر علماء کے لئے یہ سوال حل طلب ہے کہ وہ کب تک پہلی قوموں کی طرح ایک امید موہوم سے دل کو بہلاتے رہیں گے؟

باقی رہا یہ خیال کہ قرآن مجید میں امت محمدیہ کیلئے کسی موعود کے آنے کا ذکر نہیں؟ اس کا تفصیلی جواب آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں جس سے احادیث متعلقہ کی صحت اور صحیح معنے واضح ہو جائیں گے۔

بہائیوں کے ساتھ فیصلہ کی آسان راہ !

(جناب شیخ محمد حنیف صاحب امیر جماعت احمدیہ کوئٹہ)

(۱) بہائی عقیدہ کے پیرو بزعم خود اس امر کے مدعی ہیں کہ اسلامی شریعت منسوخ ہو چکی ہے (نعوذ باللہ) اور اقدس جو جناب بہاء اللہ صاحب کی تصنیف ہے ناسخ قرآن مجید ہے۔ بہائی اسے "امراض عالم" کے لئے تریاقِ اکبر" جانتے ہیں۔ چنانچہ بہائی مشنری ابوالفضل نے لکھا ہے

"شریعت مقدسہ کہ اصلاح عالم و تمدن امم جز بدان معقول و متصور نیست تشریح فرمود کتاب مستطاب اقدس کہ تریاق اکبر است برائے دفع امراض عالم و مقناطیس اعظم است برائے جذب قلوب امم از قلم اعلیٰ نازل شد"۔

یعنی جناب بہاء اللہ نے ایسی شریعت لکھی ہے جس کے بغیر جہان کی اصلاح اور لوگوں کا متمدن بننا ناممکن اور غیر معقول ہے کتاب اقدس دنیا کی بیماریوں کے لئے تریاقِ اکبر ہے اور جذب قلوب امم کیلئے سب سے بڑا مقناطیس ہے"۔

(۲) بہائی فرقہ کے بانی جناب بہاء اللہ کی زندگی میں ہی خدائے عزوجل نے إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحٰفِظُوْنَ کے ابدی وعدہ کے مطابق عین وقت پر سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مسیح الاسلام بنا کر تجدید و احیائے دین کے لئے مبعوث کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جہاں اپنے عظیم الشان لٹریچر میں قرآن مجید کی ارفع و اعلیٰ شان اور اس کے بلند مقام کو دلائل و براہین سے دنیا پر ظاہر کیا وہاں چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ اس حقیقت کو بھی آشکار فرمایا کہ آج آسمان کے نیچے تنہا قرآن پاک ہی ایک زندہ کتاب ہے جس کا زندگی بخش جام مردہ دلوں کو حیات ابدی سے ہمکنار کر سکتا ہے۔ نیز دلائل نیرہ کے ساتھ معقولی اور منقولی رنگ میں خدا تعالیٰ کے پاک کلام قرآن مجید کو عالمگیر شریعت ثابت کرتے ہوئے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کو بیان فرمایا کہ روئے زمین پر صرف قرآن مجید ہی واحد کتاب ہے جو اپنی تعلیم کے محاسن اور ہمہ گیری کے سبب ہر مذہب پر فتح حاصل کر سکتی ہے اور اس کی سچی پیروی ایک امتی کو قرب الٰہی اور مراتب روحانیہ کے ایسے ارفع و اعلیٰ مقام تک پہنچا دیتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ مقتدی کامل روشنی بچشم خود دیکھتا ہے اور مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ اور حق الیقین کے روحانی پانی سے سیراب ہو کر اسی جہان میں خدا تعالیٰ کو دیکھ لیتا ہے۔ نیز بڑی تحدی کے ساتھ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا کہ اب اس وقت تک کہ خدا تعالیٰ اس زمین کی صف لپیٹ دے تمام آدم زادوں کے لئے شریعت اسلامیہ مستقل قانون کی حیثیت رکھتی ہے قرآن مجید کی مثل کوئی نہیں لاسکتا۔ چنانچہ حضور تحریر فرماتے ہیں :-

(الف) "سنو! خدا کی لعنت ہو اُن پر جو دعویٰ کریں کہ وہ قرآن کی مثل لا سکتے ہیں۔ قرآن مجید

معجزہ ہے جس کی مثل کوئی انس و جن نہیں لا سکتا۔ اور اس میں وہ معارف اور خوبیاں جمع ہیں جنہیں انسانی علم جمع نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ ایسی وحی ہے کہ اس کی مثال اور کوئی وحی نہیں۔ اگرچہ رحمان کی طرف سے اس کے بعد کوئی اور وحی بھی ہو۔ اسلئے کہ وحی رسانی میں خدا تعالےٰ کی تجلیات ہیں اور یقینی ثابت ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کی تجلی جیسا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہوئی ہے ایسی کسی پر نہ پہلے ہوئی اور نہ پیچھے ہوگی۔"

(ترجمہ الھدیٰ والتبصرۃ لمن یریٰ صـــ ۲۳)

(ب) "اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ کے موافق کہ اِنّا نحن نزّلنا الذکر واِنّا لہٗ لحٰفظون قرآن شریف کی عظمت کو قائم کرنے کیلئے چودھویں صدی کے سر پر مجھے بھیجا ہے۔"

(الحکم ۲۲ر جنوری سنہ ۱۹۰۱ء)

(ج) "اے تمام وہ لوگو! جو زمین پر رہتے ہو اور اے وہ تمام انسانی روحو! جو مشرق و مغرب میں آباد ہو۔ میں پورے زور کے ساتھ آپ کو دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پر سچا مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے جن کی روحانی زندگی اور پاک جلال کا ہمیں یہ ثبوت ملا ہے کہ اس کی پیروی اور محبت سے ہم روح القدس اور خدا تعالےٰ کے مکالمہ اور آسمانی نشانوں کے انعام پاتے ہیں۔"

(تریاق القلوب صـــ ۷)

(د) "اسلام تو آسمانی نشانوں کا سمندر ہے کسی نبی سے اس قدر معجزات ظاہر نہیں ہوئے جس قدر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ کیونکہ پہلے نبیوں کے معجزات ان کے ساتھ مر گئے مگر ہمارے نبی صلعم کے معجزات اب تک ظہور میں آ رہے ہیں اور قیامت تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور جو کچھ میری تائید میں ظاہر ہوتا ہے دراصل وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہیں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صـــ ۳۵)

(۳) جماعت احمدیہ اس یقین پر قائم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آنے والے مسیح موعود (موعود اقوام عالم) کی ایک زبردست علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ جس دین پر قائم ہوگا (ہمارے نزدیک وہ دین دین اسلام ہے) اسے تمام ادیان باطلہ پر غالب کر دکھائے گا۔ یعنی ایک طرف دلائل و براہین سے علمی اور اعتقادی رنگ میں اور دوسری طرف روحانی ہتھیاروں یعنی پیشگوئیوں اور زندہ کرامات و معجزات کے ساتھ۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ھو الّذی ارسل رسولہٗ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدّین کلّہٖ (توبہ ع ۵ و فتح ع ۴) یعنی خدا ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا ہے تا اللہ تعالےٰ اس دین کو باقی تمام ادیان پر غالب کر دکھائے۔ پس اس غلبۂ دین کے لئے ضروری تھا کہ آنے والا موعود ایسی سرزمین میں آتا جس میں تمام بڑے بڑے مذاہب کے پیروکار بکثرت پائے جاتے اور پھر ان میں اپنے دین کو پھیلانے کے لئے خاص جوش و خروش بھی پایا جاتا اور وہ ایک دوسرے پر دلائل کے ساتھ اس طرح حملہ آور ہوتے جیسے ایک فوج دوسری فوج پر چڑھ جاتی ہے۔ پھر ان سب کا ایک مذہبی اکھاڑے میں روحانی دنگل

بھی ہوتا جس میں تمام مذاہب کے سربرآوردہ لوگ اپنے اپنے روحانی ہتھیاروں کے ساتھ لیس ہو کر مقابلہ اور کشتی کیلئے پہلوانوں کی طرح میدان میں اترتے اور پوری قوت و طاقت کے ساتھ ایک دوسرے کو پچھاڑنے اور شکست دینے کی کوشش کر کے فتحمندی کا تاج حاصل کرنے کی سعی کرتے۔ چنانچہ یہ بدیہی اور ثابت شدہ حقیقت ہے کہ ایسا ملک صرف ہندوستان ہی تھا جس میں بڑے بڑے مذاہب مسیحیت، ہندومت، اسلام، بدھ و جین، پارسی اور یہودی مذہب کے پیرو موجود تھے۔ اور پھر ان میں سے بالخصوص مسیحیت اور ہندوؤں کے بعض فرقوں آریہ سماج اور برہمو سماج میں بڑا جوش پایا جاتا تھا کہ وہ تبلیغ کے ذریعہ اپنے اپنے مذہب کو پھیلائیں۔ عیسائی پادریوں کی طرف سے جن کے فتنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عظیم دجالی فتنہ قرار دیا ہے اسلام کے خلاف خاص مہم جاری کر رکھی تھی اور ان کی پشت پر نہ صرف ہندوستان کی مسیحی حکومت تھی بلکہ یورپ کی مسیحی سلطنتوں اور سرمایہ داروں کے خزانے بھی انکی پشت پر تھے۔ اسی طرح ہندوؤں کا ایک پر جوش اور جنونی فرقہ جو آریہ سماج کے نام سے نیا نیا عالم وجود میں آیا تھا شدھی کی مہم لے کر اٹھا۔ اس کا نصب العین کلی مسلمانوں کو آریہ بنانا تھا۔ الغرض مسیحیوں اور آریوں نے کروڑوں روپے کا لٹریچر اسلام اور مقدس بانیٔ اسلام کے خلاف شائع کر کے ملک کے گوشے گوشے اور قریہ قریہ میں پھیلا دیا اور ان دونوں مذہبوں کے ہزارہا لیکچرار جن میں مرد اور عورتیں بھی شامل تھیں گلیوں اور بازاروں میں جا بجا اسلام کے خلاف پرچار کرتے ہوئے نظر آتے تھے۔ گویا اسلام پر چاروں طرف سے مسلح سپاہی منظم رنگ میں حملہ آور ہو چکے تھے۔ وہ زمانہ چونکہ مادی ترقیات اور علوم و فنون جدیدہ کے لحاظ سے انقلابی زمانہ تھا اسلئے مخالفین کی طرف سے اسلام پر علوم طبیعیہ، ہیئت، طبابت جدیدہ، طبقات الارض، تاریخ و جغرافیہ کی رو سے بھی اعتراضات کئے جا رہے تھے۔ ایسے خطرناک اور نازک وقت میں وہ مرد خدا جسے اللہ تعالیٰ نے مسیح الاسلام بنا کر اپنے حکم سے کھڑا کیا تھا اس طوفان کا مقابلہ کرنے کیلئے کامل یقین اور فتحمندی کے جذبہ کو لے کر تنہا سینہ سپر ہو کر اس سیلاب کو روکنے کے لئے دشمن سے نبرد آزما ہوا۔ اسلام کے اس بطل جلیل نے اپنی کوششوں کو صرف اسلام کے دفاع تک ہی محدود نہیں رکھا بلکہ روحانی ہتھیاروں کے ساتھ وہ یکہ و تنہا دشمنوں کی صفوں کو چیرتا ہوا ان کے قلب پر حملہ آور ہوا۔ وہ قرآن مجید کو ایسا کاری ضرب لگانے والا روحانی ہتھیار یقین کرتا تھا کہ جس کے ساتھ جنگ کرنے اور پھر جنگ جیتنے کا اسے کامل یقین حاصل تھا۔ ناامیدی اور مایوسی اس کے قریب بھی پھٹکنے نہ پائی تھی۔ وہ اس طوفانِ بے تمیزی اور خطرناک یلغار سے خائف نہ ہوا بلکہ اسے قرآن مجید کے بطون میں چھپے ہوئے حقائق و معارف کے اظہار کا مؤثر ذریعہ قرار دیتے ہوئے یوں گویا ہوا:-

"جس قدر معارف و حقائق بطون قرآن کریم میں چھپے ہوئے ہیں جو ہر قسم کے ادیان فلسفیہ کو مقہور و مغلوب کرتے ہیں ان کے ظہور کا زمانہ یہی تھا۔ کیونکہ وہ بجز تحریک ضرورت پیش آمدہ کے ظاہر نہیں ہو سکتے تھے۔ سو اب مخالفانہ حملے جو نئے فلسفہ کی طرف سے ہوئے ہیں تو ان معارف کے ظاہر ہونے کا وقت آ گیا ہے اور ممکن نہیں تھا کہ بغیر اس کے کہ وہ معارف ظاہر ہوں اسلام تمام ادیان باطلہ پر فتح پا سکے کیونکہ سیفی فتح کچھ چیز نہیں اور چند روزہ اقبال کے دور ہونے سے وہ فتح بھی معدوم ہو جاتی ہے۔ سچی اور حقیقی فتح وہ ہے جو معارف اور حقائق اور کامل صداقتوں

کے لشکر کے ساتھ حاصل ہو۔"

(ازالہ اوہام ص۹۶)

تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت میں مذہبی مناظرات و مباحثات کی جو کیفیت تھی نیز نشر و اشاعت اور رسل و رسائل اور رسائل و تصنیفات کے جو ذرائع پیدا ہو گئے تھے اس سے پہلے دور میں کہیں یہ بات نظر نہیں آتی۔ چنانچہ ایک مدت تک مختلف مذاہب کے درمیان مناظرات و مباحثات کا بازار گرم رہنے کے بعد ادیانِ باطلہ پر دینِ اسلام کے کھلے کھلے اور واضح غلبہ کا وقت آن پہنچا۔ اسلامیہ کالج لاہور کے وسیع پنڈال میں ۲۶ر دسمبر ۱۸۹۶ء کے دن سناتن دھرم، آریہ سماج، فری تھنکر، برہمو سماج، تھیوسافیکل سوسائٹی، ریلیجن آف ہارمونی، عیسائیت، یہودیت، سکھ مت اور اسلام کے سپاہی کیل کانٹے سے لیس ہو کر جلسہ اعظم مذاہب میں منتظمین کے مشتہرہ سوالات کے جوابات (اپنی اپنی الہامی کتابوں سے) دینے کے لئے ایک سٹیج پر جمع ہو گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو مامور تھے کہ دینِ اسلام کو تمام ادیانِ باطلہ پر غالب کر دکھائیں۔ اس جلسہ کے انعقاد سے قبل ۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء کو اپنے مضمون کے غالب رہنے کے متعلق جو اس جلسہ اعظم مذاہب میں پڑھا جانے والا تھا اللہ تعالیٰ سے علم پا کر مندرجہ ذیل اشتہار شائع فرمایا:۔

"سچائی کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان خوشخبری

جلسہ اعظم مذاہب جو لاہور ٹاؤن ہال میں ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۸۹۶ء کو ہوگا۔ اس میں اس عاجز کا ایک مضمون قرآن مجید کے کمالات و معجزات کے بارہ میں پڑھا جائیگا

یہ وہ مضمون ہے جو انسانی طاقتوں سے برتر اور خدا تعالیٰ کے نشانوں میں سے ایک نشان اور خاص اس کی تائید سے لکھا گیا ہے۔ اس میں قرآن مجید کے وہ حقائق اور معارف درج ہیں جن سے آفتاب کی طرح روشن ہو جائے گا کہ درحقیقت یہ خدا کا کلام اور رب العالمین کی کتاب ہے۔ اور جو شخص اس مضمون کو اوّل سے آخر تک پانچوں سوالوں کے جواب سُنے گا میں یقین کرتا ہوں کہ ایک نیا ایمان اس میں پیدا ہوگا اور ایک نیا نور اس میں چمک اُٹھے گا اور خدا تعالیٰ کے پاک کلام کی ایک جامع تفسیر اس کے ہاتھ آجائے گی۔ میری تقریر انسانی فضولیوں سے پاک اور لاف و گزاف کے داغ سے منزہ ہے۔ مجھے اس وقت بنی آدم کی ہمدردی نے اس اشتہار کے لکھنے کیلئے مجبور کیا ہے تا وہ قرآن شریف کے حسن و جمال کا مشاہدہ کریں اور دیکھیں کہ ہمارے مخالفوں کا کس قدر ظلم ہے کہ وہ تاریکی سے محبت کرتے اور نور سے نفرت کرتے ہیں۔ مجھے خدائے علیم نے الہام سے مطلع فرمایا ہے کہ یہ وہ مضمون ہے جو سب پر غالب آئے گا اور اس میں سچائی، حکمت اور معرفت کا وہ نور ہے جو دوسری قومیں بشرطیکہ حاضر ہوں اور اس کو اوّل سے آخر تک سنیں شرمندہ ہو جائیں گی اور ہرگز قادر نہیں ہوں گی کہ اپنی کتابوں کے یہ کمال دکھلا سکیں۔ خواہ وہ عیسائی ہوں، خواہ سناتن دھرم والے یا کوئی اور کیونکہ

خدا تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ اس روز اس کی پاک کتاب کا جلوہ ظاہر ہو۔ میں نے عالمِ کشف میں اس کے متعلق دیکھا ہے کہ میرے محل پر غیب سے ایک ہاتھ مارا گیا ہے اور اس ہاتھ کے چھونے سے اس محل میں سے نور ساطع نکلا جو اردگرد پھیل گیا اور میرے ہاتھوں پر بھی اس کی روشنی پڑی تب ایک شخص جو میرے پاس کھڑا تھا بلند آواز سے بولا "اَللّٰہُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ" اس کی تعبیر یہ ہے کہ محل سے میرا دل مراد ہے جو جائے نزول و حلول انوار ہے اور وہ نور قرآنی معارف ہیں اور خیبر سے مراد تمام خراب مذاہب ہیں جن میں شرک اور بدعت کی ملونی ہے اور انسان کو خدا تعالیٰ کی جگہ دی گئی یا خدا کی صفات کو اپنے کامل محل سے نیچے گرا دیا گیا ہے۔ سو مجھے بتلایا گیا ہے کہ اس مضمون کے خوب پھیلنے کے بعد جھوٹے مذہبوں کا جھوٹ کھل جائیگا۔ اور قرآنی سچائی دن بدن زمین پر پھیلتی جائے گی جب تک کہ اپنا دائرہ پورا کرے۔ پھر اس کشفی حالت سے الہام کی طرف منتقل کیا گیا اور مجھے یہ الہام ہوا۔ "اِنَّ اللّٰہَ مَعَکَ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْمُ اَیْنَمَا قُمْتَ" یعنی خدا تعالیٰ تیرے ساتھ ہے خدا وہیں کھڑا ہوتا ہے جہاں تو کھڑا ہوتا ہے۔ یہ حمایت الٰہی کے لئے ایک استعارہ ہے۔ اب میں زیادہ لکھنا نہیں چاہتا ہر ایک کو یہی اطلاع دیتا ہوں کہ اپنا اپنا حرج کر کے بھی ان معارف کے سننے کیلئے ضرور بمقام لاہور تاریخ جلسہ پر آویں کہ ان کی عقل و ایمان کو اس سے وہ فائدے حاصل ہوں گے کہ وہ گمان نہیں کر سکتے ہونگے۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

(خاکسار غلام احمد قادیانی ۲۱ر دسمبر ۱۸۹۶ء)

یہ عظیم الشان لیکچر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک شاگرد خاص حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے جلسہ اعظم مذاہب میں پڑھ کر سنایا۔ اس وقت کے اخبارات اور دیگر مطبوعہ رپورٹوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس تقریر کے وقت کم و بیش سات آٹھ ہزار کے قریب مجمع تھا جن میں مختلف مذاہب و ملل کے معتد بہ ذی علم و صاحب ثروت لوگ موجود تھے۔ ان میں رؤسا، علماء، فضلاء، بیرسٹر، پروفیسر، ڈاکٹر غرضیکہ اعلیٰ طبقہ کے ہر قسم کے لوگ موجود تھے۔ رپورٹوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ گو کرسیوں اور فرش وغیرہ کا وسیع انتظام تھا لیکن تنگی جگہ کے باعث بڑی بھاری تعداد میں بڑے ذی جاہ اور معزز لوگ مسلسل چار پانچ گھنٹے تک کامل خاموشی اور نہایت صبر و تحمل کے ساتھ کھڑے اس تقریر دلپذیر کو کمال توجہ کے ساتھ سنتے رہے۔ علاوہ ازیں انگریزی اخبار "سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور" نے باوجود عیسائی آرگن ہونے کے صرف اسی مضمون کی اعلیٰ درجہ کی تعریف لکھی اور صرف اسی مضمون کو خاص طور پر قابل ذکر قرار دیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ مضمون پہلے پہل رپورٹ جلسہ اعظم مذاہب میں جو ۱۸۹۷ء میں شائع ہوئی بتمام و کمال شائع ہوا۔ اس کے بعد جماعت احمدیہ کی طرف سے "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے عنوان کے تحت کتابی صورت میں اس کے متعدد ایڈیشن اردو اور انگریزی زبان میں شائع ہوئے۔ علاوہ ازیں اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی، ڈچ، سپینش، عربی، گجراتی وغیرہ زبانوں میں بھی شائع ہو چکا ہے اور اس پر بڑے بڑے فلاسفروں اور غیر ملکی

اخبارات کے ایڈیٹروں نے بھی نہایت عمدہ ریویو لکھے ہیں۔ اس مقدس مضمون کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ اس میں مذہب اسلام کی خوبیاں اور قرآن مجید کا حسن و جمال پیش کیا گیا ہے اور یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ تمام سوالات کے جوابات قرآن مجید سے ہی دیئے جائیں۔ اور اسی طرح دنیا پر یہ حقیقت آشکار کی گئی ہے کہ آج آسمان کے نیچے زندہ کتاب صرف اور صرف قرآن مجید ہی ہے جس کی سچی پیروی سے انسان مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مشرف کیا جاتا ہے اور دنیا کی کوئی آسمانی کتاب اپنی تعلیم اور دیگر روحانی علوم میں قرآن مجید کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ **یہ عظیم الشان دعویٰ بہائیوں کے لئے آج بھی ایک کھلا چیلنج ہے؟**

یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ بہائیوں کے موعود کو نہ تو اپنے ملک میں ایسا موقع میسر آیا اور نہ ہی اس سرزمین میں ایسے حالات پیدا ہوئے جن کا کسی قدر تفصیل سے اس مضمون میں ذکر کیا گیا ہے اور نہ ہی ان کا کوئی نمائندہ اس جلسہ اعظم مذاہب میں "بطور نمائندہ" شامل ہوا۔ ظاہر ہے کہ ایسے شخص کے لئے جسے موعود کل ادیان بتایا جاتا ہے یہ بہت بھاری محرومی ہے!۔

مؤقر مجلہ ماہنامہ الفرقان ربوہ میں یہ پڑھ کر کہ بہائی لوگ پاکستان میں کسی مذہبی کانفرنس کے انعقاد کے لئے کوشاں ہیں میں نے یہ مناسب سمجھا کہ ان کے سامنے یہ معقول تجویز پیش کروں کہ ان کے لیڈر سر جوڑ کر بیٹھیں اور پھر ان پانچ سوالوں کے جوابات اپنی شرعی کتاب کی روشنی میں تحریر کر کے کتابی صورت میں شائع کر دیں۔ اس طرح اہلِ علم اور خدا ترس محققین کے سامنے بہائی مذہب کی مکمل تصویر آجائے گی اور دنیا اس "تریاقِ اکبر" سے روشناس ہو جائے گی جسے اہلِ بہاء دنیا کی روحانی بیماریوں کا علاج بتانے کے باوجود چھپائے پھرتے ہیں اور لوگ جان لیں گے کہ شریعتِ بہائیہ میں وصلِ الٰہی کے کن ذرائع کی نشان دہی کی گئی ہے اور ان پر چل کر انسان خدا تعالیٰ کی کونسی برکات پاتا ہے اور کن انعامات کا وارث کیا جاتا ہے۔

وہ پانچ سوالات یہ ہیں:۔

(۱) انسان کی جسمانی، اخلاقی اور روحانی حالتیں۔
(۲) انسان کی زندگی کے بعد کی حالت یعنی عقبیٰ۔
(۳) دنیا میں انسان کی ہستی کی غرض کیا ہے؟ اور یہ غرض کس طرح پوری ہو سکتی ہے؟
(۴) کرم یعنی اعمال کا اثر دنیا اور عاقبت میں کیا ہوتا ہے؟
(۵) علم یعنی گیان اور معرفت کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

کیا عمائدین مذہب بہائی بالخصوص جناب محفوظ الحق صاحب علمی اور جناب حشمت اللہ صاحب قریشی اس نہایت معقول تجویز پر عمل پیرا ہو کر اہلِ علم لوگوں پر اپنے دعوے کی حقیقت عیاں کریں گے؟

الفرقان ہمارے نزدیک ہرگز ممکن نہیں ہوگا کہ بہائی صاحبان اس روحانی مقابلہ کے لئے تیار ہو سکیں۔ ہمارا یہ خیال اس حقیقت پر مبنی ہے کہ جو قوم اپنی مزعومہ شریعت کو چھاپ کر شائع کرنے کی جرأت نہیں رکھتی وہ قرآن مجید کے حقائق و معارف کے مقابلہ میں اپنی مزعومہ شریعت کے معارف کا دعویٰ ہی کب کر سکتی ہے تاہم یہ مضمون بطور اتمام حجت شائع کیا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ادیان باطلہ پر اسلام کی حجت کے پورا کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے اور آپ نے واقعی یہ حجت پوری کر دی ہے۔ "اسلامی اصول کی فلاسفی" اس اتمام حجت کا ایک شاہکار ہے جو رہتی دنیا تک سب غیر مسلموں پر وہ بہائی ہوں یا غیر بہائی ایک حجتِ ملزمہ کے طور پر موجود ہے۔ ہم شوق سے منتظر ہیں کہ بہائی صاحبان اس معقول دعوت کا کیا جواب دیتے ہیں مگر بہتر ہوگا کہ جواب دینے سے پہلے وہ ایک دفعہ کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا مطالعہ ضرور کر لیں تا اس کی شوکت اور جلالتِ شان کا اندازہ کر سکیں ۔

والدین کے بارے میں اسلام کی اعلیٰ تعلیم

ہمارے ہادیٔ کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کا ایک نمونہ

(از حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب ۔ ربوہ)

(۲)

(سلسلہ کے لئے دیکھیں الفرقان ماہ اکتوبر سنہ ۱۹۶۰ء)

اپنے نفس کی اصلاح اور اپنے معبود سے تعلق عبودیت پیدا کرنے کا اور بہتر موقعہ کونسا ہے کہ والدین کا حق ادا کرنے میں اپنی طرف سے کوتاہی نہ کی جائے ۔ اگر تمہاری کوشش کے باوجود والدین کی تسلی نہیں ہوتی تو تمہیں اس کا فکر نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ تمہارا اصل تعلق تو اللہ تعالیٰ سے ہے جو تمہارے نفسوں کا خوب علم رکھتا ہے ۔ تم اپنے نفسوں کی اصلاح کرو ۔ ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفوراً ۔ وہ علیم ذات ہے جو غفور ہے تمہیں اپنی مغفرت سے نوازے گا ۔

اس آخری حصۂ ہدایت میں عبادت کا مفہوم بھی بیان کر دیا گیا ہے جس سے آیت شروع ہوتی ہے وقضیٰ ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ تیرے رب نے یہ فیصلہ کیا ہے اور تاکید کی ہے کہ تم اسی کی عبادت کرو ۔ عبادت کا نام اس ظاہری رکوع و سجود کا نام نہیں یہ تو عبادت کے لئے ظاہری علامتیں ہیں ۔

عبادت کے معنے ہیں اللہ تعالیٰ سے محبت اور اس کے حکموں کی اطاعت کرنا ۔ اس کی صفات سے رنگین ہونا ۔ فرماتا ہے ۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃً ونحن لہٗ عابدون ۔ اللہ کے رنگ سے رنگین ہونا اور اللہ کا رنگ رنگنے سے کونسا رنگ خوبصورت ہو سکتا ہے اس کے ہم رنگ ہو کر پھر لوگوں سے کہو کہ ہم اُس کے عبادت گذار ہیں ۔

تورات میں آتا ہے کہ خدا نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا کیا ہے ۔ قرآن مجید میں اس کی وضاحت فرمائی ہے ۔ ونفخت فیہ من روحی ۔ میں نے انسان میں اپنی روح پھونکی ہے اس کی روح اس کی صفاتِ حسنہ ہیں ۔ وہ علیم ہے انسان کو علم دیا ہے وہ سمیع ہے انسان کو بھی سننے والا بنایا ہے ۔ وہ بصیر ہے حکیم ہے اور قدیر ہے ۔ انسان کو بھی بصارت حکمت اور قدرت عطا کی ہے اس نے اسے اس قابل بنایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو اپنائے ۔ مگر یہ اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتیں جب تک انسان کا نفس پاک و صاف نہ ہو ۔ وہ قدوس ہے ناپاک نفس سے اس کا تعلق نہیں ہو سکتا ۔ اس سے محبت کا تعلق اس وقت پیدا ہوگا جب اس کے حکموں کی فرمانبرداری کی جائے اس کے سامنے بار بار جھکا جائے ۔ ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفوراً ۔ اگر تم صالح یعنی

قبول کئے جانے کے لائق ہو گئے تو وہ اپنی طرف جھکنے والوں کی کمزوریاں دُور کر کے انہیں ضرور قبول کرے گا۔

ہمارے ہادی و راہنما محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و راہنمائی سے متعلق یہ آیت جو مَیں نے بیان کی ہے ایک نمونہ ہے اور قرآن مجید کامل ہدایت کے ان بے نظیر نمونوں سے بھرا پڑا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آیت فلا اُقسِمُ بمواقع النجوم کی لطیف تفسیر فرمائی ہے جس سے قرآن مجید کی ہدایت کامل کی عظمت و وسعت کا علم ہوتا ہے۔ یہ آیت سورۃ الواقعہ کے دوسرے رکوع کی ہے۔ پوری آیت مع ترجمہ یہ ہے :۔

فَلَا اُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُوْمِ ۝
اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝
اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ۝ فِيْ كِتٰبٍ
مَّكْنُوْنٍ ۝ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا
الْمُطَهَّرُوْنَ ۝ تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝

مَیں ان جگہوں کی قسم کھاتا ہوں جہاں ستارے واقع ہیں۔ یقیناً یہ قسم اگر تمہیں علم ہو عظیم الشان ہے۔ یقیناً یہ قرآن کریم ہے (کریم کے معنی تمام خوبیوں کا جامع) ۔ ایک کتاب میں پوشیدہ ہے۔ وہی اس کو چھو سکتے ہیں جو پاک کئے گئے ہوں۔ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے اتاری گئی ہے۔

قرآن مجید میں قسمیں بطور شہادت کے کھائی ہیں۔ اللہ تعالےٰ اپنے فعل کی شہادت آسمان سے اپنے کلام کی صداقت میں پیش کرتا ہے۔ آسمان کے ستارے خالقِ کائنات کا فعل ہے جو اس کی قدرتِ کاملہ سے وجود میں ظاہر ہوئے ہیں اور قرآن مجید خالقِ کائنات کا کلام ہے۔ خالق کا فعل اور اس کا کلام آپس میں مطابقت رکھتے ہیں۔ اس کے فعل اور کلام میں کسی قسم کا اختلاف نہیں پایا جاتا ہے۔ بلکہ ان کے درمیان پوری پوری مشابہت و مماثلت پائی جاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ان آیات میں اپنے کلام کی صداقت پر اپنے فعل کی ایک ایسی شہادت پیش کرتا ہے جسے ہم روزمرہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ ستارے جو خدا تعالےٰ کی مخلوق اور اس کے دستِ قدرت کی صنعت کاری ہے دیکھنے میں ننھی سی کائنات معلوم دیتی ہے لیکن یہ چھوٹے چھوٹے ستارے اگر اپنی اصل جگہوں میں دیکھے جائیں تو ان میں سے ہر ستارہ ایک بہت ہی ابطی اور بڑا وجود نظر آئے گا، اتنا بڑا کہ ہماری زمین سے بھی ہزاروں گنا بڑا بلکہ ایک ستارے کے مقابل میں ہماری زمین ایک ذرۂ ریت ہو گی۔ اتنے بڑے اجرامِ فلکی ہمیں چھوٹے کیوں نظر آتے ہیں؟ اس کی وجہ یہی ہے کہ ہم ان ستاروں کو انکے اصل مقام پر نہیں دیکھتے بلکہ ان کے اصل مقام سے ہٹ کر اور بہت دور سے دیکھتے ہیں اسلئے وہ ہمیں ننھی سی ٹمٹماتی ہوئی کائنات نظر آتی ہے۔ یہ خالقِ کائنات کا فعل ہے جو شہادت دیتا ہے کہ اگر کوئی چیز اپنے اصل مقام پر نہ دیکھی جائے تو اس کی حقیقت پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ فرماتا ہے اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ۝ یہ فعلی شہادت بہت ہی عظیم الشان ہے اگر تمہیں حقیقت کا علم ہو۔ اسی طرح قرآن جو خدا تعالےٰ کا کلام ہے اور جامع حقائق ہے جس میں ہر خوبی جو ہدایت سے متعلق ہے پائی جاتی ہے وہ بھی کوکبِ نیرہ کی طرح ایک کتاب میں پوشیدہ ہے۔ نظریں اگر اس کی آیات کو انکے صحیح مقام پر دیکھیں تو اس کی ہر آیت ایک عظیم الشان چمکتا ہوا نجم الہدیٰ (ستارۂ ہدایت) ہے۔ فرماتا ہے وہی اس کی تہ تک پہنچ سکتے ہیں جو پاک کئے گئے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اِن آیات کی تشریح کرتے ہوئے قرآن مجید کی اس عظیم الشان وسعتِ راہنمائی کے بارے میں توجہ دلائی ہے جس سے ہمارے ہادیٔ کامل

کا مقام دیگر راہنمایان کے مقابل میں بلند ترین مقام ہے۔ اور
جس آیت کی میں نے ابھی تشریح کی ہے وہ ایک نمونہ ہدایت
ہے کہ راہ سلوک میں اس سے بڑھ کر ہدایت تصور میں نہیں آسکتی۔
فرماتے ہیں سہ

نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے

مذکورہ بالا تقریر ایک مختصر وقت میں کی گئی ہے اور وہ ٹیپ ریکارڈ ہوئی۔ قارئین الفرقان کے لئے اس تعلق میں اتنا اور اضافہ کرتا ہوں کہ آیت وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا میں جس کامل ترتیب سے ایک اصولی ہدایت بیان کی گئی ہے اس کے بارے میں قرآن مجید نے کچھ تفصیلات بھی بیان فرمائی ہیں اور سورہ لقمان اور الاحقاف وغیرہ میں لائق اور نالائق اولاد کا ذکر ایسے اسلوب میں کیا ہے جس سے اس ہدایت کے متعدد پہلو روشن ہو جاتے ہیں۔ مثلاً ان میں اولاد کو والدین کے لئے دعا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں ایک نمونے کی دعا بھی سکھائی گئی ہے جو یہ ہے:-

رَبِّ اَوْزِعْنِیْٓ اَنْ اَشْکُرَ نِعْمَتَکَ
الَّتِیْٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ
وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ
اَصْلِحْ لِیْ فِیْ ذُرِّیَّتِیْ اِنِّیْ تُبْتُ
اِلَیْکَ وَاِنِّیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۝
(سورۃ الاحقاف: ۱۵)

اس دعا میں بچوں کو یہ ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اپنے اور اپنے والدین کے لئے دعا کرتے رہیں۔ اور اس دعا کے بعد نالائق بچوں کا ذکر ہے جو اپنے والدین سے ترش روئی سے پیش آتے ہیں۔ اگر اس مخصوص ہدایت کی قرآن مجید کی آیات بینات سامنے رکھ کر وضاحت کی جائے تو یہ مضمون بہت وسیع ہے ❊

چٹاگانگ میں قیامت خیز طوفان

(از جناب مصلح الدین صاحب بنگالی۔ بی۔ اے چٹاگانگ مشرقی پاکستان)

سوموار کا دن تھا آسمان ابر آلود تھا ہلکی ہلکی بارش بھی ہو رہی تھی۔ ویسے موسم بہت خوشگوار تھا کسی کے دل میں بھی یہ گمان نہیں ہو سکتا تھا کہ یہ ابر آلود آسمان قیامت کا پیغام لا رہا ہے ــــ قریباً شام کے چار بجے سے ہوا کچھ تیز ہونے لگی اور اس کے ساتھ بارش بھی موسلا دھار برسنے لگی۔ پانچ بجے شام سے ہوا اتنی تیز اور شدید چلنے لگی کہ بیان سے باہر ہے۔ قریباً ۱۲۵ میل کی رفتار سے ہوا چل رہی تھی۔ جو تین گھنٹے تک جاری رہی۔ اس عرصہ میں اہل چٹاگانگ نے جو تباہی و بربادی دیکھی شاید اپنی تاریخ میں کبھی نہ دیکھی ہوگی ــــ ایک قیامت کا عالم تھا ــــ ہزاروں کوارٹر خاک میں مل گئے۔ کئی عالیشان عمارتوں کو شدید نقصان پہنچا۔ کئی ہزار آدمی ہلاک ہوئے اور موت کی آغوش میں ہمیشہ کے لئے سو گئے۔ دوران طوفان میں عورتوں، مردوں اور معصوم بچوں کی آہ و فغاں کا یہ عالم تھا کہ اس کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ گویا کہ یوم حشر تھا ــــ چاروں طرف سے اذانوں کی آوازیں آرہی تھیں اور لوگ سربسجود تھے اور آستانہ الٰہی پر جھکے ہوئے اپنے گناہوں سے توبہ کر رہے تھے۔ اور آسمانی آفت سے رہائی پانے کے لئے رو رو کر دعائیں کر رہے تھے ــــ دوسری طرف آسمان بھی سرخ تھا۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ گویا انسانوں کو جہنم کا نمونہ دکھانے کے لئے آسمان سے آگ کے فرشتوں کا نزول ہے۔ آتشیں ہواؤں نے درختوں کے جھنڈ جھلس کر رکھ دیئے۔ سرسبز و شاداب پہاڑیوں کی چوٹیاں خشک اور بنجر پہاڑیوں میں تبدیل ہو گئیں ــــ منظر بہت دردناک اور ہیبت ناک تھا ــــ سرزمین چٹاگانگ میں کوئی بشر بھی ایسا نہیں ہوگا جس کے لبوں سے (باقی صـ پر)

اشتراکیت کی حقیقت

(از جناب ضیاء الدین احمد صاحب قریشی۔ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ لاہور)

فی زمانہ تین قسم کی ideologies (نظام) ساتھ ساتھ چل رہے ہیں۔ اوّل Imperialism جس کے علمبردار یورپ اور امریکہ ہیں۔ اُن کا نصب العین یہ ہے کہ صرف سرمایہ داروں کی حکومت ہونی چاہیئے، غریب ہونا جُرم ہے اور غریب کو جینے کا حق نہیں ہے۔ اس کے بِالمقابل اشتراکیت ہے جس کا سب سے بڑا علمبردار روس ہے۔ اُن کا مذہب ہے کہ مزدوروں کی حکومت ہونی چاہیئے، امیروں اور سرمایہ داروں کو ختم کر دینا چاہیئے۔ تیسرا نظام اسلامی نظام ہے۔ اسلام نے درمیانی راستہ پیش کیا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ غریب امیر سب کو زندہ رہنے کا حق ہے۔ اسلام کا اقتصادی نظام یہ ہے کہ خوب کماؤ اور خوب کھاؤ مگر اپنے غریب رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سائلوں اور مصیبت زدگان کا بھی خیال رکھو۔ وفات کے بعد تقسیم ترکہ کا جو اصول بیان کیا ہے وہ بھی کمال ہے۔ اسلام میں بیٹے، بیٹیوں اور رشتہ داروں سب کو ترکہ میں سے حصہ ملتا ہے جس کی تفصیل بہت لمبی ہے۔ مختصر یہ ہے کہ اسلام میں لکھ پتی کا بیٹا لکھ پتی نہیں ہوتا۔ متوفی اگر لاکھ روپیہ کا مالک تھا اور اس کے وارث تین بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں تو وہ روپیہ ۸ حصوں میں تقسیم ہو جائیگا۔ ہمیں یہاں اسلام کے اقتصادی نظام پر بحث کرنا مقصود نہیں ہے بلکہ اشتراکیت کو اصلی رنگ میں مختصر طور سے پیش کرنا ہے۔

تاریخی لحاظ سے اشتراکیت کی تحریک کا بانی مبانی لینن (Lenin) تھا جس نے اپنی کتابوں میں اس ideology کو پیش کیا۔ مگر اس تحریک نے عملی شکل ۱۹۱۷ء میں اختیار کی جبکہ روس کا خونی انقلاب ہوا۔ اشتراکیت کی نسبت لٹریچر مطالعہ کرنے کا موقعہ دہلی میں ملا تھا جس کی تفصیل بہت لمبی ہے مگر ان کا بنیادی اصول جو تقریباً ہر کتاب میں پایا جاتا تھا وہ یہ تھا:

"we have banished
God from Heaven &
Capitalist from
Earth"

ہم نے (نعوذ باللہ) خدا تعالیٰ کو آسمان سے اور سرمایہ دار کو زمین سے خارج کر دیا ہے۔

اور لکھا تھا کہ پادری خدا کا نمائندہ ہے اور بادشاہ سرمایہ داروں کا سرگروہ ہے۔ یہ دونوں Imperialism یعنی سامراجیت کے ستون ہیں اور مل کر غریب اور مزدور کو لوٹتے ہیں۔ اور لکھا تھا:-

"The Clergy takes
the soul & the
King takes the
money"

یعنی پادری نے روح پر قبضہ کر رکھا ہے اور بادشاہ نے دولت پر۔

روسی انقلاب ۱۹۱۷ء کے بعد پہلا Constitution دستورِ اساسی جو بنا اس میں بنیادی اصول یہ رکھا گیا:-

"Give to everybody what he needs"

یعنی دولت کی تقسیم اس طرح پر ہو کہ ہر ایک کو برابر کا حصہ ملنا چاہیئے۔ اور Labour کے کام کی تعریف محض ہاتھ سے کام کرنا قرار دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ دماغی کام کرنے والوں مثلاً وکیل، ڈاکٹر، انجنیئر طبقہ کو فضول سمجھا گیا اور اس کو ملک بدر کر دیا گیا۔ مگر عملی صورت میں اصول ناقابلِ عمل ثابت ہوا اور فیل ہو گیا۔ کسی کا رشتہ دار گرفتار ہو گیا تو وکیل کے بغیر بہت دقت پیش آئی۔ کسی کا رشتہ دار بیمار ہو گیا تو ڈاکٹر کے بغیر بہت مصیبت کا سامنا ہوا۔ کسی دریا کا پل ٹوٹ گیا تو انجنیئر کے بغیر کام نہ چل سکا۔ ان سب مصائب کے پیشِ نظر دستورِ اساسی میں ترمیم کی گئی کہ دماغی کام کو بھی کام ہی قرار دیا گیا اور وکلاء، ڈاکٹر اور انجنیئر طبقہ کو واپس بلا لیا گیا اور لفظ need (ضرورت) کے لفظ میں یہ ترمیم کی گئی کہ حسب حیثیت دیا جائے۔ یعنی اگر ڈاکٹر یا انجنیئر ایک ہزار روپیہ ماہوار کی حیثیت رکھتا ہے تو اس کو ایک ہزار ہی دیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ وہ کوئی رقم پس انداز نہ کرے۔ کیونکہ پھر یہ سمجھا جائے گا کہ اس کو اس رقم کی need یعنی ضرورت نہ تھی۔

اشتراکیت کا بھوت آجکل نوجوان طبقہ کے دماغ پر حاوی ہے۔ اس کی وجہ عام لادینی اور مذہب اسلام سے ناواقفیت ہے۔ اشتراکیت کے علمبردار لوگوں کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ دراصل اسلام اور اشتراکیت دونوں ایک ہی چیزیں ہیں۔ حالانکہ ان دونوں میں بُعد المشرقین ہے اور آگ اور پانی والا حساب ہے۔

اشتراکیت اسلام کی بگڑی ہوئی تصویر ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اسے بگڑی ہوئی تصویر کہنا بھی غلطی ہے۔ کیونکہ اسلام اور اشتراکیت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ اسلام اللہ تعالیٰ کی ہستی کو اپنا مقصود اور نصب العین قرار دیتا ہے اور اشتراکیت ایک دہریت کی تحریک ہے اور خالصتہً ایک materialistic یعنی مادی تحریک ہے اور مذہب کی دشمن ہے۔

اشتراکیت میں بہت سے بنیادی نقائص ہیں اور عملی زندگی میں یہ نظام فیل ہو گیا ہے۔ اور یہ کوئی ایسا مذہبی اور اقتصادی نظام نہیں ہے کہ جس کو دنیا میں Cultural Conquest یعنی اخلاقی فتح حاصل ہو سکے۔ عارضی غلبہ بے شک ہے مگر وہ کوئی دیرپا چیز نہیں ہے۔ کسی شاعر نے خوب کہا ہے ؎

بے حقیقت ہے شکل موجِ سراب
جامِ جمشید راہ ریحانی

روحانی لحاظ سے تو خیر اشتراکیت کوئی چیز ہی نہیں مگر اقتصادی لحاظ سے بھی اسلام کے مقابلہ میں اشتراکیت کی کوئی حقیقت نہیں بلکہ ہیچ ہے۔ اشتراکیت کا سب سے بڑا دعویٰ یہ ہے کہ وہ غریبوں اور مزدوروں کے حقوق کی علمبردار ہے۔ اس دعویٰ کے مقابل حضرت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قول ملاحظہ ہو حضورؐ فرماتے ہیں کہ "مزدور کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو"۔ بھلا اشتراکیت ایک مسلمان کو اس سے زیادہ کیا سکھائے گی؟ مزدور کے حقوق کا اگر ایک دریا تصور کیا جائے تو حضورؐ نے اسے کوزہ میں بند کر دیا ہے۔

اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ وعلیٰ آلِ محمدٍ وبارک وسلم۔

اس کے علاوہ اشتراکیت کا سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ اس نظام میں قوم اور حکومت کو ہر ایک چیز کا مالک قرار دیا گیا ہے۔ اُن کا بنیادی اصول ہے:

"everything belongs to the State"

یعنی ہر ایک چیز کی مالک حکومت ہے جو کہ ایک بددین

قسم کی Imperialism ہے۔ چنانچہ آپ کا مکان بھی آپ کا نہیں ہے آپ کے گھر کا سامان بھی آپ کا نہیں ہے، حتیٰ کہ آپ کے بیوی بچے بھی آپ کے نہیں ہیں۔ بچے قومی ملکیت ہیں۔ ان کے نزدیک family unit یعنی خاندانی نظام کوئی چیز نہیں ہے کسی وقت جب حکومت چاہے جوان لڑکے اور لڑکیوں کو والدین کی رضامندی کے بغیر دور دراز کارخانوں میں کام کے لئے بھیجا جا سکتا ہے۔ اسلامی نظام تو انسان کو باخدا انسان بناتا ہے مگر اشتراکیت انسان کو مشین بناتی ہے جس میں اخلاق کا نام ونشان تک نہیں ہوتا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اسلام اور احمدیت کو غلبہ نصیب کرے اور اشتراکیت کا خاتمہ ہو ÷

دُنیائے فانی

(از جناب مولوی مُصلح الدین محمد رضا صاحب راجیکی مرحوم)

نہ آنسو نہ آہیں نہ سوزِ نہانی
تری زندگی بھی ہے کیا زندگانی

بدل جائیں اب بھی جو اطوار تیرے
یہی لن ترانی ہے سوئے ترانی

سلیقہ نہیں تجھ کو رونے کا ورنہ
بڑے کام کا ہے یہ آنکھوں کا پانی

بھروسہ نہ کر عالمِ رنگ و بُو پر
ڈھلکتی سی چھاؤں ہے دنیائے فانی

یہ صبحِ بنارس ہے شامِ غریباں
یہ شام اودھ ہے فقط اک کہانی

کہاں ہے وہ متھرا کا مہرِ درخشاں
کہاں ہیں وہ مُرلی کی تانیں سُہانی

کہاں ہیں وہ اعداء و اسلاف تیرے
کہاں ہیں وہ عہدِ گزشتہ کے بانی

نہ کر نازِ عمرِ دو روزہ پہ ناداں
بڑی بے بھروسہ ہے یہ زندگانی

اُٹھا دل کو اِس گُلشنِ ماسوا سے
لگا اُس خدا سے جو لَو ہے لگانی

<u>ایک دردمندانہ اپیل!</u>

خدائی نصرت کا زبردست مظاہرہ

کہنے کو لوگ کہتے ہیں کہ آزمائی ہوئی چیز کو آزمانا جہالت ہے۔" آزمودہ را آزمودن جہل است"۔ مگر تعجب ہے کہ خدائی مامورین کے بارے میں دُنیا کے فرزند ہزاروں مرتبہ آزمودہ حقیقت کو پھر نئے سرے آزمانا شروع کر دیتے ہیں۔ ہر نبی اور مامور کی آمد پر وہی اعتراضات کرتے ہیں جو پہلے انبیاء کے زمانہ میں ان کے منکرین کرتے رہے تھے اور وہ غلط قرار دیا گئے تھے۔ ہر نبی کے مقابلہ پر وہی ہتھیار استعمال کرتے ہیں جو پہلے نبیوں کے دشمنوں نے استعمال کئے تھے اور جن کا اس مقابلہ میں نکما اور کُند ہونا ثابت ہو چکا تھا۔ اللہ تعالیٰ نبیٔ پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کرکے فرماتا ہے مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ (حٰم السجدہ ۴۴:۴۳) اے نبی! تجھ پر وہی اعتراض کئے جاتے ہیں جو تجھ سے پہلے انبیاء پر کئے گئے۔ تجھ سے مخالفین وہی غیر معقول مطالبات کرتے ہیں جو گزشتہ انبیاء کے زمانہ میں ان کے منکرین نے کئے تھے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مَا كُنتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (احقاف: ۹) اے رسول! تو کہہ دے کہ میں کوئی انوکھا رسول نہیں ہوں تا تمہیں میری شناخت میں کوئی دقت پیش آئے۔ میں تو زمرۂ انبیاء کا ایک فرد ہوں اور میری سچائی انہی اصولوں سے پرکھی جا سکتی ہے جن سے سابق انبیاء کو پرکھا گیا ہے۔ جو انجام کامیابی اور غلبہ کے لحاظ سے پہلے انبیاء کا ہوا ہے وہی میرا ہوگا۔ اور جو انجام سابق انبیاء کے منکرین کا ہوا تھا وہی انجام تمہارا ہوگا۔

یہ بات ایک لاکھ چوبیس ہزار مرتبہ مشاہدہ میں آچکی ہے کہ جب کوئی فرستادۂ آسمانی آیا تو لوگوں نے شروع میں اس کی مخالفت کی، اس کے مٹانے کے لئے زور لگایا، اُسے اور اس کے متبعین کو نیست و نابود کرنے کے لئے انتہائی جدوجہد کی لیکن ان ساری زور دار اور متفقہ کوششوں کے باوجود دشمن ناکام و نامراد رہا اور اللہ تعالیٰ نے فتح و کامیابی اپنے نبیوں کو عطا فرمائی۔ اس تجربہ شدہ صداقت کو آج پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معاملہ میں آزمایا جا رہا ہے۔ افراد اور جماعتیں سبھی اپنے اپنے رنگ میں کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا منشاء ہے کہ خدا تعالیٰ کا فرستادہ ناکام ثابت ہو جائے اور اس کے ماننے والے صفحۂ ہستی سے نابود ہو جائیں۔

قرآن مجید سب مسلمانوں کے لئے مشعلِ ہدایت ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے جملہ ہدایات جمع کر دی ہیں۔ قرآن مجید نے انبیاء کی صداقت کے پرکھنے کے معیار خود بیان کر دیئے ہیں مگر حیرت کی بات ہے کہ لوگ قرآنی معیاروں سے آسمانی مصلح کو شناخت کرنے کی بجائے اپنے ایجاد کردہ ڈھکوسلوں سے اسے جھوٹا ثابت کرنا چاہتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اس طرح وہ کامیاب ہو جائیں گے۔

قرآن مجید اور تاریخ سے ثابت ہے کہ انبیاء کی ابتدائی حالت ضعف اور کمزوری کی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے اپنی قدرت نمائی کرنا چاہتا ہے۔ ان کے ماننے والے ابتداء میں نہایت کمزور ہوتے ہیں۔ انہیں دیکھ دیکھ کر دشمن تمسخر کرتے ہیں اور انہیں اراذل اور سُفہاء قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جن پر نئی نبوت کی کامیابی کی عمارت استوار ہوگی اور کیا یہی وہ لوگ ہیں جو دنیا کو منور کرنے میں کامیاب ہوں گے؟ ایسا ہی ہوتا آیا ہے اور

ایسا ہی ہوتا چلا جائے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِیْنَ ۝ (القصص: ۵) کہ ہمارا یہی ارادہ ہے کہ ہم کمزوروں پر احسان کریں اور انہیں سربلند کریں اور انہیں علم اور اقتدار عطا کریں۔

بخاری شریف میں مذکور ہے کہ جب سرورِ کونین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصرِ روم کو دعوتِ اسلام دی اور اس نے بیت المقدس میں اپنے دربار میں وہاں آئے ہوئے عرب تاجروں کو بلا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات دریافت کر کے آپ کی صداقت معلوم کرنا چاہی تو اس نے ابوسفیان سے دریافت کیا کہ اس مدعیٔ نبوت پر ایمان لانے والے لوگ کیسے ہیں، آیا کمزور اور ضعیف لوگ اس پر ایمان لا رہے ہیں یا بڑے اور طاقتور لوگ ایمان لاتے ہیں؟ ابوسفیان نے فوراً جواب دیا "بل ضعفاءھم" کہ اس پر ایمان لانے والے ہمارے کمزور ترین لوگ ہیں۔ اس کے جواب میں ہرقل قیصرِ روم نے فرمایا کہ ہاں انبیاء پر شروع شروع میں کمزور لوگ ہی ایمان لایا کرتے ہیں۔

انبیاء اور ان کے اتباع کی اس کمزور حالت کو دیکھ کر ہی طاقتور دشمن للکار کر کہا کرتے ہیں کہ ہم تمہیں مٹا دیں گے، ہم تمہیں اپنے ملک سے نکال دیں گے اور ہم تم پر عرصۂ حیات تنگ کر دیں گے۔ درحقیقت ان لوگوں کو اپنے سامنے کمزور اور بے سروسامان مومن نظر آتے ہیں وہ خدا تعالیٰ کی اس زبردست قوت سے بے خبر ہوتے ہیں جو ان مومنوں کی پشت پر ہوتی ہے وہ اس خدائی ہاتھ کو نہیں دیکھتے جو نبیوں کی تائید میں آسمانوں اور زمینوں میں کام کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:۔

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ۝ وَالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ لَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا اللّٰهُ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرَدُّوْٓا اَيْدِيَهُمْ فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوْٓا اِنَّا كَفَرْنَا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ وَاِنَّا لَفِيْ شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَنَآ اِلَيْهِ مُرِيْبٍ ۝ قَالَتْ رُسُلُهُمْ اَفِي اللّٰهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا وَلَنَصْبِرَنَّ عَلٰى مَآ اٰذَيْتُمُوْنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ۝ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِرُسُلِهِمْ لَنُخْرِجَنَّكُمْ مِّنْ اَرْضِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِيْ مِلَّتِنَا فَاَوْحٰٓى اِلَيْهِمْ رَبُّهُمْ لَنُهْلِكَنَّ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِهِمْ ذٰلِكَ لِمَنْ خَافَ مَقَامِيْ وَخَافَ وَعِيْدِ ۝

وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝ (سورہ ابراہیم: ۹ - ۱۴)

ترجمہ:۔ اے مخالفینِ رسول! کیا تمہیں ان لوگوں کے حالات سے آگاہی حاصل نہیں ہوئی جو تم سے پہلے تھے یعنی قوم نوح، عاد اور ثمود اور دوسری قوموں کے حالات سے جنہیں بجز اللہ کے تم میں سے کوئی نہیں جانتا۔ ان لوگوں کے پاس ان کے رسول دلائل و بیّنات لیکر آئے مگر انہوں نے ان کے منہ بند کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ ہم تمہاری رسالت کے منکر ہیں اور ہمیں تمہاری دعوت سے مختلف شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ انبیاءؑ نے ان لوگوں کو جواب دیا کہ کیا آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنیوالے خدا کے بارے میں تمہیں شک ہے؟ یہ تو اسی کی طرف سے دعوت ہے، وہ اسلئے تمہیں بلا رہا ہے تا تمہارے گناہوں کو معاف فرمائے اور ایک مدّت مقررہ تک تمہیں تاخیر عطا کرے۔ لوگوں نے برافروختہ ہو کر کہا کہ تم ہماری طرح کے انسان ہو کہ ہمیں ان معبودوں سے روکنا چاہتے ہو جن کی ہمارے باپ دادے عبادت کرتے رہے ہیں۔ بھلا تم اس بات کے لئے کوئی دلیل تو پیش کرو ذرا ہم پر غالب تو آکر دکھاؤ۔ ان کے رسولوں نے جواباً کہا کہ یہ تو بالکل درست ہے کہ ہم تمہاری طرح کے بشر ہیں مگر اللہ تعالےٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان فرماتا ہے۔ باقی رہا غلبہ کا سوال تو ہم تو کچھ نہیں کر سکتے یہ سب کچھ اذنِ الٰہی سے ہوگا اور اہلِ ایمان کا توکل اسی پر ہوتا ہے۔ اور ہم کسی صورت میں اس پر توکل کو چھوڑ نہیں سکتے وہ تو ہمیں پہلے بھی اور اب بھی ہماری کامیابی کے راستوں کی رہنمائی کر چکا ہے اور کر رہا ہے۔ ہاں جو اذیت تم پہنچانا چاہتے ہو ہم اس پر صبر کرینگے اور توکل کرنے والے اللہ تعالےٰ پر ہی توکل کرتے ہیں۔ اس مرحلہ پر کفار نے طیش میں آکر کہا کہ یہ ملک ہمارا ہے اگر تم ہمارے طور طریقے اور ہماری ملّت کو اختیار نہ کرو گے تو ہم تمہیں اس ملک سے نکال دیں گے اور تم دنیا میں ٹھوکریں کھاتے پھرو گے تب اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولوں کو بذریعہ وحی آگاہ فرمایا کہ ہم ان ظالموں کو ہلاک کر دیں گے اور ان کی تباہی کے بعد تمہیں اس ملک میں بطور حکمران آباد کریں گے۔ یہ میرا سلوک ان لوگوں کے لئے ہے جو میرے مقام اور میرے وعید سے ترساں ہوتے ہیں۔ بہرحال انبیاء اور ان کے منکرین میں فتح کے لئے مقابلہ ہوا اور آخر کار جابر اور معاند ناکام و نامراد ثابت ہوئے۔"

اِن آیات میں زمانۂ ماضی کی اقوام کا ذکر فرمایا ہے مگر یہ کوئی پرانا قصہ نہیں بلکہ یہ ایک زندہ صداقت ہے جس کا ظہور ہر زمانہ میں ہوتا رہتا ہے۔ انبیاء کو اپنی طاقت پر بھروسہ نہیں ہوتا، انہیں اللہ تعالےٰ کی غیر معمولی قدرتوں پر یقین ہوتا ہے اسلئے وہ نہایت اطمینان اور تسلی سے اپنے دشمنوں کے اعتراضات کا جواب دیتے اور ان کے منصوبوں پر صبر کرتے ہیں اور جب دشمنوں کی ایذا رسانی آخری حد تک پہنچ جاتی ہے اور وہ انبیاء اور ان کی جماعتوں کا استیصال کرنا چاہتے ہیں تب اللہ تعالےٰ کا ایک قاہری

ہاتھ ظاہر ہوتا ہے اور کفر کی ساری تدبیروں کو خاک میں ملا دیتا ہے۔ اس وقت نبیوں اور ان کی جماعتوں کے لئے آسمانی معجزہ پوری شان سے ظاہر ہوتا ہے اور ان کے دشمن حیران و ششدر رہ جاتے ہیں اور انہیں ایمان لانے کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔ مگر کیا ہی اچھا ہوتا کہ وہ صادقوں کی صداقت کو خدا تعالیٰ کی رحمت کے نشانوں سے شناخت کر کے ان پر ایمان لے آتے اور شروع سے آسمانی بادشاہت میں حصہ دار ہوتے۔

بھائیو! یہ تجربہ ہزارہا مرتبہ ہو چکا ہے۔ بھلا بتلاؤ کہ اب اس کے آزمانے کا کیا فائدہ ہوگا۔ بہتر یہی ہے کہ خدا کے فرستادہ کی آواز پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لا کر خدا کی فوج کے کامیاب سپاہی بن جاؤ۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق بخشے۔ آمین ٭

چٹاگانگ میں قیامت خیز طوفان

(بقیہ صفحہ ۳۱)

خدا تعالیٰ کا نام جاری نہیں تھا۔ دہریہ سے دہریہ انسان بھی یہ کہنے پر مجبور تھا کہ یہ عذاب الٰہی ہے۔

یوں ہی خوف و ہراس میں رات گذری۔ صبح ہوئی تو لاکھوں نے ایک دوسرے سے مل کر یوں محسوس کیا جیسا کہ ایک نئی زندگی حاصل ہوئی ——— مگر زندگی کی نئی کرن کے ساتھ ساتھ چاروں طرف اداسی چھائی ہوئی تھی۔ اکثر لوگوں کے دل اپنی تباہ کاریوں اور بربادیوں پر افسردہ اور غمگین تھے۔ بعض شکستہ دل انسانوں کو لب سڑک سسکیاں بھرتے ہوئے بھی دیکھا گیا ہے۔ یہ وہی لوگ تھے جن کو انقلابات زمانہ نے کہیں ٹھہرنے نہیں دیا اور جن کا آج بھی کوئی سہارا نہ تھا۔ ——— لاتعداد فلک بوس درخت زمین پر پڑے ہوئے اپنی تباہی و بربادی کا رونا رو رہے تھے اور اسی طرح بے شمار تار اور ٹیلیفون کے پول زمین پر گرے پڑے تھے آمد و رفت کے تمام ذرائع مسدود ہو چکے تھے۔ ایک لمبے عرصہ تک چٹاگانگ دوسری دنیا سے منقطع رہا۔

سمندری لہروں نے جو نقصان پہنچایا وہ محتاج بیان نہیں۔ خاص طور پر بندرگاہ کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ اس کے علاوہ سمندر کے آس پاس جو دیہات آباد تھے وہ تقریباً تمام کے تمام طوفانی لہروں کی نذر ہو چکے تھے۔ طوفان نوح کا نمونہ تھا۔ کوئی کسی کا سہارا نہ تھا۔ سمندری لہروں پر کئی سو آدمیوں کی لاشیں سڑک اور دوسری جگہوں پر ملی ہیں ——— غرضیکہ چند گھنٹوں کی طوفانی لہروں نے آبادیوں کو ویران کر دیا ——— یہ آسمانی بلائیں اور آفتیں کیوں نازل ہوئیں ؟

"یہ اس لئے کہ بنی نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی۔ اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں"

کاش کہ دنیا اب بھی بیدار ہو جائے اور خدا تعالیٰ کی خوشنودی کی راہوں کو تلاش کرنے میں کوشاں ہو اور اس کے حکموں کے مطابق چلنے کی توفیق پائے۔ اسی میں حقیقی راحت اور نجات ہے ٭

سورۃ آل عمران ع ۳

البیان

قرآن مجید کا سلیس اردو ترجمہ مختصر اور مفید تفسیری حواشی کے ساتھ

إِنَّ الَّذِينَ يَكْفُرُونَ بِآيَاتِ اللَّهِ وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ

یقیناً وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے ہیں نبیوں کو سراسر ناحق طور پر

بِغَيْرِ حَقٍّ وَيَقْتُلُونَ الَّذِينَ يَأْمُرُونَ بِالْقِسْطِ مِنَ

قتل کرتے یا انکے قتل کے درپے ہوتے ہیں۔ پھر وہ ان لوگوں کو بھی قتل کرتے ہیں جو دوسروں کو عدل و انصاف کی تاکید کرتے ہیں۔

النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ○ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

پس ایسے ظالم لوگوں کو تو اے نبی! دردناک عذاب کی واضح اطلاع دے۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے

حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَمَا لَهُمْ

اعمال اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بلحاظ مقصد بے نتیجہ رہ کر ضائع جائیں گے۔ اور ان کے لئے کوئی

مِنْ نَاصِرِينَ ○ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا

مددگار نہ ہوں گے۔ کیا تم نے ان لوگوں کی حالت پر نظر نہیں کی جنہیں کامل شریعت کا صرف ایک حصہ دیا گیا تھا

تفسیر:-

(۱) **آیات اللہ** سے مراد اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کے نشانات و معجزات ہیں۔ جب نبی مبعوث ہوتا ہے تو وہ خود بھی ایک نشان ہوتا ہے اور صدہا نشان اللہ تعالیٰ کی طرف سے لاتا ہے تا لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی پر یقین کریں۔ پھر وہ کتاب الٰہی پیش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر مشتمل ہوتی ہے۔ منکرین نبی کا بھی انکار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے احکام کو ماننے سے بھی روگردانی کرتے ہیں اور اس کے نشانوں پر ایمان لانے سے بھی منہ پھیر لیتے ہیں۔ ان کے اس رویہ کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ آیات اللہ لانے والے نبیوں کے دشمن ہو جاتے ہیں اور ہر ممکن کوشش سے ان کو نیست و نابود کرنا چاہتے ہیں۔ ایسے لوگ نہ صرف نبیوں کے دشمن ہوتے ہیں بلکہ وہ ان لوگوں سے بھی مقابلہ

مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ

انہیں جب کامل کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تا وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے

ثُمَّ يَتَوَلّٰى فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ذٰلِكَ

تو پھر ان میں سے ایک گروہ پیٹھ پھیر لیتا ہے اور وہ دل سے اعراض کرنے والے ہیں۔ یہ حالت

بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ

اسلئے ہوئی کہ انہوں نے عقیدہ بنا لیا ہے کہ ہمیں سوائے چند روز کے آگ ہرگز نہ چھوئے گی۔

وَغَرَّهُمْ فِيْ دِيْنِهِمْ مَّا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝ فَكَيْفَ اِذَا

ان لوگوں کے اپنے افتراؤں نے انہیں ان کے دین کے بارے میں سخت دھوکہ دے رکھا ہے۔ پس کیا کیفیت ہوگی جب

جَمَعْنٰهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۚ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ

ہم انہیں قیامت کے یقینی دن میں جمع کریں گے اس وقت ہر جان کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا

مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ

اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ کیا جائے گا۔ اے نبی! تم کہو اے اللہ! اے بادشاہت کے

شروع کر دیتے ہیں جو انصاف کرنے اور حق و صداقت کو قبول کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ گویا ایسے وقت میں کافروں کا رویہ انتہائی ظالمانہ رویہ ہوتا ہے۔ ایسے لوگ اس بات کے مستحق ہوتے ہیں کہ انہیں عذاب کی خبر کھول کر دی جائے جس سے ان کے چہرے اور دل پر اثر پیدا ہو۔

(۲) جب نبیوں سے کفار کا مقابلہ ہوتا ہے اور کافر نبیوں کی جماعتوں کو مٹانے کے درپے ہوتے ہیں تو اس مقابلہ میں کافروں کی سب کوششیں رائیگاں جاتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہی فیصلہ ہوتا ہے کہ الٰہی جماعت کو قائم کیا جائے۔

(۳) قرآن مجید سے پہلی کتابیں عالمگیر شریعت کا ایک حصہ تھیں اگرچہ وہ اپنے حلقہ اور زمانہ کے لئے کافی تھیں۔ مگر کامل شریعت کے سامنے ایک ایک حصہ ہی تھیں۔ قابلِ تعجب ہے کہ پہلی قومیں اپنی اپنی جزوی کتاب کو تو مانتی ہیں مگر جب کامل کتاب قرآن مجید آگئی تو اس کے ماننے سے اور اس کے فیصلہ سے منہ پھیرنے لگ گئیں حالانکہ پہلی کتب میں قرآن مجید کے لئے پیشگوئیاں موجود تھیں۔ یہود و نصاریٰ کا یہ رویہ اسلئے ہوا کہ انہوں نے اپنے آپ کو مؤاخذہ سے بالا قرار دے لیا اور مذہب کے بارے میں خود ساختہ خیالات اختیار کر لئے۔

(۴) پوری حقیقت اسی وقت کھلے گی جب قیامت کے دن سب کو اکٹھا کیا جائے گا۔ اور ہر انسان کو اس کے اعمال کا

الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ

مالک خدا ! تو جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے

مِمَّنْ تَشَآءُ ز وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط

جسے چاہتا ہے عزت بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلیل کر دیتا ہے ۔

بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○

تیرے ہاتھ میں سب خیر ہے۔ تو ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ۔

تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ز وَ

تو رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے ۔ اور

تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ز

زندہ کو مُردہ سے پیدا کرتا ہے اور زندہ سے مُردہ نکالتا ہے

وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ○ لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ

اور جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے ۔ مومنوں کو نہیں چاہیئے کہ مومنوں کو

الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ

چھوڑ کر کافروں کو اپنا دلی دوست اور اپنا مددگار خیال کریں ۔ جو شخص ایسا کرے گا

پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

(۵) دنیا میں نبیوں کے آنے سے ایک روحانی انقلاب پیدا ہوتا ہے ظاہری حکومتوں میں بھی تغیر و تبدل ہو جاتا ہے اسی کیلئے اللّٰھم مٰلک الملک میں دعا سکھائی گئی ہے سلطنت کا ملنا یا چھینا جانا ، عزت و دولت کا حاصل ہونا انسانوں کے اعمال کی بنا پر ہوتا ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے پاس جملہ خیر موجود ہے اور وہ اپنے سچے طالبوں کو اس سے نوازتا ہے ۔

(۶) دن اور رات سے مراد ظاہری دن رات بھی ہیں اور خوشی اور غم کے اوقات کو بھی مجازاً دن رات کہتے ہیں ۔ مُردوں اور زندوں سے مراد کافر اور مومن بھی ہیں ۔

(۷) مومنوں کو ہدایت ہے کہ اسلامی معاشرہ کی بنیاد دینی اخوت پر رکھیں اور اپنی دلی محبت اور نصرت طلبی کا دائرہ مومنوں تک محدود رکھیں ۔ یوں سب کا بھلا چاہیں اور سب کے خیر خواہ ہوں ۔ مگر انہیں اپنی مدد کے لئے توقعات صرف اپنے

فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ

اس کا کوئی عذر اللہ کے سامنے مقبول نہ ہوگا ۔ تمہیں کافروں سے اپنا پورا بچاؤ کرنا چاہیئے ۔ اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا

تمہیں اپنی ذات یعنی اپنی طاقتوں سے بھی ڈراتا ہے اور اللہ کی طرف ہی سب کا لوٹنا ہے ۔ تم کہہ دو کہ لوگو! تم اگر اپنے دل وسینہ کی

فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ۭ وَيَعْلَمُ مَا فِي

بات کو مخفی رکھو یا اسے ظاہر کرو بہرحال اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے ۔ وہ سب چیزوں کو جو

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

آسمانوں اور زمین میں ہیں خوب جانتا ہے ۔ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ۔

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۚ وَّمَا

اس دن کو یاد رکھو یا اس دن سے ڈرو جب ہر جان اپنے کئے ہوئے نیک عمل (یعنی اسکے بدلے) کو بھی سامنے حاضر پائے گی اور ایسا ہی

عَمِلَتْ مِنْ سُوْۗءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا

اپنے کئے ہوئے برے عمل کو بھی ۔ اس کی خواہش ہوگی کہ کاش اس کے اور اس برے بدلے کے درمیان بہت

بَعِيْدًا ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ۝ ع

فاصلہ ہوتا ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی قدرتوں اور اپنے عذابوں سے بچنے کی تاکید کرتا ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ بہت نرمی کرنیوالا ہے ۔

مومن بھائیوں سے رکھنی چاہئیں ۔ اور جو دشمن ہیں اُن سے ہر وقت ہوشیار رہنا چاہیئے ۔

(۸) یہ عقیدہ کہ خدا تعالیٰ دل کے رازوں کو بھی جانتا ہے انسان کی اصلاح کا بہترین ذریعہ ہے ۔ یہ یقین کہ خدا تعالیٰ ہمارے اعمال کا بدلہ دے گا اخلاق کی درستی کے لئے بنیادی چٹان ہے ۔ قرآن مجید نے اس پر خاص زور دیا ہے اور بار بار بتایا ہے کہ اس دن کو یاد رکھو جب تمہارے اعمال کے بدلے تمہارے سامنے ہوں گے ۔ اور بدعمل لوگ اپنے بدلہ کو دیکھ کر خواہشمند ہوں گے کہ کاش ہم اس بدلہ کو نہ دیکھتے ۔

(۹) اللہ تعالیٰ اپنے سب بندوں سے محبت اور رأفت کا سلوک کرتا ہے مگر نبی کی جماعت تو اپنے وقت میں اس کی چنندہ جماعت ہوتی ہے اسلئے ان سے اس کا خاص سلوک ہوتا ہے ۔ بلاشبہ اپنے اعمال کی کمزوری کے باعث مومن بھی ڈرتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت و رأفت بہت وسیع ہے اسلئے امید کا پہلو ہر حال میں بھاری ہے ۔

تردید بہائیت کی ہماری کتابوں پر تبصرہ

جناب ایڈیٹر صاحب ماہنامہ "استاذ زکریا" تحریر فرماتے ہیں:-

"ہماری نظر میں"

(۱) بہائی شریعت اور اس پر تبصرہ صفحات ۱۴۴ قیمت ۱۲؍ مجلد کاغذ و کتابت اعلیٰ۔

(۲) بہائی تحریک کے متعلق پانچ مقالے صفحات ۱۵۶ قیمت ۱؍ مجلد کاغذ و کتابت اعلیٰ۔

ملنے کا پتہ:- "مکتبۃ الفرقان" ربوہ پاکستان

یہ دونوں کتابیں مولانا ابو العطاء جالندھری مدیر ماہنامہ الفرقان کے حقیقت نگار قلم کا کرشمہ ہیں۔ بابی فرقہ اور بہائی تحریک کے متعلق ہماری نظر سے جس قدر لٹریچر گذرا ہے بلاشبہ یہ کتابیں اس تمام لٹریچر سے زیادہ وزنی، مدلل اور مؤثر ہیں۔ پہلی کتاب مولانا کا "نقشِ اول" ہے مگر بہت ہی کامیاب اور بھرپور۔ اس کے چار ابواب ہیں جن کے عنوان یہ ہیں۔ اول بہائی فتنہ اور اس کا علاج۔ دوم بہائی شریعت الاقدس کا نسخہ۔ سوم بہائیوں کی شریعت الاقدس کا اردو ترجمہ۔ چہارم بہائیوں کی شریعت کی ناکامی۔ درج ذیل کتب بطور حوالہ اور ماخذ کے مصنف کے پیش نظر رہی ہیں۔ "قرآن مجید ● مشکوٰۃ ● انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا ● مجمع البحار ● الکواکب عربی ● عصر جدید ● الفرائد ● اقتدار ● مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ● چشمۂ معرفت ● ازالہ اوہام ● کشتی نوح ● مقالہ سیاح مع اردو ترجمہ ● باب الحیاۃ ● تذکرۃ الوفاء ● مجموعۂ رسائل ● بہاء اللہ کی تعلیمات ● نقطۃ الکاف ● رسالہ جواب نامہ جمعیت لاہائی ● مکاتیب عبدالبہاء ● بہاء اللہ اور عصر جدید انگریزی

—— عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی اہل قلم کسی مخالف فرقہ پر قلم اٹھاتا ہے تو بہت سی غلط باتیں مخالفین کے لٹریچر سے چن چن کر اس کی طرف منسوب کرتا اور اسے موردِ الزام اور ہدفِ ملامت بنانے کی کوشش کرتا ہے لیکن مولانا نے جس کمال دیانت اور حزم و احتیاط کے ساتھ خود بہائی لٹریچر سے ان کی نقاب کشائی کی ہے اس کی مثال ملنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ مولانا کا سب سے بڑا کارنامہ یہ ہے کہ قیامِ عراق کے دوران میں انہوں نے بڑی محنت اور کوشش کے بعد بہائیوں کی شریعت الاقدس کا ایک صحیح نسخہ حاصل کیا اور اسے مطبع احمدیہ کبابیر جبل الکرمل فلسطین میں طبع کرا دیا اور پھر اب اسے مولانا نے اپنی اس کتاب میں اردو ترجمہ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ ص۲۰ سے لیکر ص۹۵ تک الاقدس کا متن ہے اور صفحہ ۹۶ سے لیکر صفحہ ۱۲۶ تک اس کا سلیس اردو ترجمہ۔ بقول مولانا "بہائیوں کی شریعت ایک معمہ ہے۔ آج تک انہوں نے اسے شائع نہیں کیا۔" اس تحریک کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ قرآن مجید کی شریعت منسوخ ہو چکی ہے اب اس کی جگہ نئی شریعت جاری ہوگی۔ بابی اور بہائی تحریک پر قریب قریب ایک صدی بیت چکی ہے لیکن ابھی تک ان میں اتنی ہمت و جرأت پیدا نہیں ہوئی کہ اسے شائع کرکے منظرِ عام پر لا سکیں۔ عام پڑھے لکھے مسلمان تو الگ رہے ہمارے اچھے خاصے علمائے دین تک بہائی تحریک کے مقاصد اور ان کی شریعت سے بے خبر ہیں۔

اُن علمائے دین اور رہنمایانِ ملت پر افسوس آتا ہے جو غیر ضروری مباحث پر تو مناظرہ بازی کرکے عوام کی اجتماعی قوت و طاقت کو ضائع کر رہے ہیں لیکن مخالفِ اسلام تحریکوں سے پنبہ در گوش ہیں ——— اے کاش جہاں یہ حضرات حیاتِ مسیح اور موتِ محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگاتے اور گلے پھاڑ پھاڑ کر تقریریں کرتے ہیں وہاں شریعتِ اسلامی کے منسوخ ہونے پر بھی انہیں کچھ تو احساس اور قلق ہوتا۔

بہرحال "بہائی شریعت اور اس پر تبصرہ" ایک ایسی کتاب ہے جسے ہر مسلمان گھرانے میں پڑھا جانا چاہیئے۔

دوسری کتاب "بہائی تحریک کے متعلق پانچ مقالے" یوں سمجھئے کہ "نقشِ ثانی" ہے۔ اور یہ بات تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ "نقاش نقشِ ثانی بہتر کشد ز اوّل"۔ چنانچہ مولانا کا یہ "نقشِ ثانی" بھی ہر حیثیت سے کامیاب اور جامع ہے۔ دراصل یہ کتاب مولانا کے پانچ مقالوں کا مجموعہ ہے جو انہوں نے ۱۹۵۹ء کے موسم گرما میں قیامِ کوئٹہ کے دوران مختلف اجتماعات میں پڑھے تھے۔ ان اجتماعات میں بہائی حضرات بھی موجود ہوتے تھے۔ ان مقالات کے عنوان یہ ہیں ——— !

(۱) بابی اور بہائی تحریک کی تاریخ۔ (۲) بہائیوں کے عقائد اور تحریکِ احمدیت۔ (۳) جناب بہاء اللہ کے دعویٰ کی نوعیت۔ (۴) قرآنی شریعت دائمی ہے۔ (۵) قرآنی شریعت اور بہائیوں کی مزعومہ شریعت کا موازنہ۔ آخر میں ایک ضمیمہ ہے جس کا عنوان ہے "قرآنی آیات اور بہائی تحریک"۔ اس میں ان تمام قرآنی آیات کی وضاحت کی گئی ہے جنہیں بہائی صاحبان غلط طور پر اپنے خیال کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ اِس کتاب میں مولانا نے بہائی تحریک کے مالہٗ و ماعلیہ پر بھرپور تبصرہ کیا ہے اور اس تحریک کو ہر زاویہ سے دیکھنے، پرکھنے، جانچنے اور سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ مولانا کا پہلا مقالہ اس تحریک کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ جو نہایت دیدہ ریزی، ژرف نگاہی، دیانتداری اور محنت سے مرتب کیا گیا ہے۔ مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا استناد اور استدلال خود بہائی لٹریچر سے کیا ہے۔ بہائی تحریک اور اس کے اکابر کی تاریخ پر خود بہائی لٹریچر میں کوئی مستقل کتاب موجود نہیں ہے۔ نہ جانے مولانا کو اس ایک مقالہ کے لئے کتنے ہزار صفحات پڑھنے پڑے ہوں گے ——

خداوندِ کریم مولانا کے علم و قلم میں برکت عطا فرمائے کہ انہوں نے اپنی زندگی کا ایک قیمتی حصہ اِس دشمنِ اسلام تحریک کے سمجھنے پر صرف کرکے اس کی ایک نمایاں تصویر اور واضح نقشہ ملّتِ اسلامیہ کی نذر کردیا ہے۔ اب یہ ہمارے ظرف اور توفیق کی بات ہے کہ اِن سے کتنا فائدہ اٹھاتے ہیں۔؟ کتاب کا مطالعہ کرتے وقت مولانا کی تحریر سے عشقِ رسولؐ اور عشقِ قرآن کی خوشبو آتی ہے۔ ان کے دل میں اسلام اور ملّتِ اسلامیہ کا بے پناہ درد ہے جو اُن کی ایک ایک سطر سے اُبلا پڑتا ہے۔ علمی اور تحقیقی پہلو کے ساتھ ساتھ مولانا کی دونوں کتابوں کا ادبی پایہ بھی کافی بلند ہے۔ ان کی تحریروں میں بلا کی چاشنی، غضب کی حلاوت اور سلاست ہے ——— وہ ایک تجربہ کار صحافی کے علاوہ صاحبِ طرز ادیب بھی ہیں۔ اگرچہ عام طور پر مناظرانہ اور تاریخی کتابیں خشک اور بے مزہ ہوتی ہیں لیکن مولانا کی کتابیں پڑھ کر دل جھوم اُٹھا اور زبان پر بے ساختہ یہ مصرعہ آگیا ؏

وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

زبان و بیان کے لحاظ سے اگرچہ بعض مقامات نظر میں کھٹکے لیکن پھولوں کے ساتھ چند کانٹے بھی گوارا کئے جاسکتے ہیں۔ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ———

میں قارئینِ "آستانۂ زکریا" سے اپیل کروں گا کہ وہ ان دونوں کتابوں کا خود بھی مطالعہ کریں اور صاحبِ توفیق حضرات انکے کافی نسخے منگوا کر مفت تقسیم کریں کہ عہدِ حاضر میں یہ دین کی بہت بڑی خدمت ہے ———

امتحاں ہے تیرے ایثار کا خودداری کا"

(رسالہ "آستانۂ زکریا" ملتان بابت اکتوبر ۱۹۶۱ء)

ایک خط "الفرقان کا حضرت حافظ روشن علی نمبر اوّل سے آخر تک پڑھا۔ وہ دین کی خدمت کرنیوالے بزرگ تھے ایسے بزرگوں کی بدولت احمدیت ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ خدا انہیں اپنے جنّتِ فردوس میں جگہ دے اور ہر ایک احمدی بھائی کو انکے نقشِ قدم پر چلنے کی طاقت بخشے!" (رویل سنگھ گیانی۔ امرگڑھ۔ بھارت)

روزنامہ الفضل ربوہ

الفضل جماعتِ احمدیہ کا ترجمان ہے۔ جماعت احمدیہ ایک تبلیغی اور علمی جماعت ہے اس کی اشاعتِ اسلام کے متعلق کوششیں دُنیا کے کونے کونے میں پھیل رہی ہیں۔ روزنامہ الفضل کے ذریعہ علمی اور تربیتی عالمانہ مقالات کے علاوہ اسلام کی ترقی کے متعلق جملہ خبریں بھی اشاعت پذیر ہوتی ہیں اور دُنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کے مجاہدین کی کامیابیوں کا ذکر ہوتا ہے۔ مخالفینِ اسلام کے غلط اعتراضات کی تردید کی جاتی ہے۔ سلسلہ احمدیہ کی تنظیم اور تحریکات کا علم بھی اس روزنامہ سے ہوتا ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس روزنامہ کے ذریعہ سے حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے خطباتِ جمعہ اور دیگر لیکچر پورے انتظام کے ساتھ شائع ہوتے ہیں۔ ملکی تحریکات اور دنیا بھر کی اہم خبریں بھی اشاعت پذیر ہوتی ہیں۔ الغرض روزنامہ الفضل ایک بے نظیر روزنامہ ہے۔ دینی اور دنیوی خبروں کا خزانہ ہے۔ بنا بریں اس اخبار کی خریداری میں سراسر نفع ہے۔ سالانہ چندہ چوبیس روپے ہے۔

مینجر روزنامہ الفضل
ربوہ۔ پاکستان

"الفردوس"

انارکلی میں

لیڈیز کپڑے کے لئے

آپ کی اپنی

دکان ھے

"الفردوس"

۸۵- انارکلی لاہور

آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے بے نظیر تحفہ

نور کاجل

- آنکھوں کو بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔
- نظر کو صاف اور تیز کرتا ہے۔
- آنکھوں کو گرد و غبار سے صاف کرتا ہے۔
- آنکھوں میں خوبصورتی اور چمک پیدا کرتا ہے۔
- خارش، پانی بہنا، بھمنی اور ناخونہ کا بہترین علاج ہے۔

بوقتِ ضرورت ایک ایک سلائی آنکھوں میں ڈالیں۔
قیمت فی شیشی ۳ ؍ علاوہ محصولڈاک و پیکنگ۔

دماغی

دل و دماغ کے لئے بہترین ٹانک۔ دماغی محنت کرنے والے طلباء، وکلاء، پروفیسرز، ججز وغیرہ کے لئے بہت راحت و آرام کا موجب ہوتی ہیں۔ اسی طرح کثرتِ کار یا تفکرات یا پریشانی کی وجہ سے جن لوگوں کے دماغ کمزور ہوگئے ہوں، سر میں گرانی اور درد ہو، گردن اور کندھوں میں درد رہتا ہو ان کے لئے نعمت غیر مترقبہ ہیں۔ ان کا استعمال آپ کی کارکردگی میں اضافہ اور آپ کی طبیعت میں بشاشت پیدا کرے گا۔ انشاء اللہ۔

ایک گولی صبح بعد ناشتہ، ایک دوپہر ایک شام بعد غذا ہمراہ آب۔

قیمت فی شیشی ۲۰ گولی پانچ روپے

تیار کردہ

خورشید یونانی دواخانہ ۔ گول بازار ربوہ

...ثیت میں واپس آ تا ہے ۔" (صفحہ)

(ب) " بعض لوگ بائیبل کے علامتی بیانات کے لفظی طور پر پورا ہونے کی غلط امید میں ہیں۔ ایسے لوگ جلالی یسوع کو سفید بادل پر بیٹھ کر آتا ہوا دیکھنے کے امیدوار ہیں جبکہ ہر ایک آنکھ اسے دیکھے گی۔ وہ یسوع کے اس بیان کو نظرانداز کرتے ہیں جو اس نے جانے سے پیشتر دیا تھا کہ تھوڑی دیر باقی ہے اور دنیا مجھے پھر نہ دیکھے گی۔" (صفحہ ۱۰۹)

بائیبل، تاریخ اور سنت اللہ کی روشنی میں یہی درست ہے کہ مسیح کی آمد ثانی روحانی شخصیت کے ذریعہ یعنی ان کے ایک مثیل کے ذریعہ ہی ہونے والی تھی جو عین وقت پر ہو چکی ہے۔ کیا حق کے طلبگار عیسائی اس پر غور کریں گے ؟

(۴) تثلیث کا موجد شیطان ہے

اسی کتاب "خدا سچا ٹھہرے" میں لکھا ہے :-

" چوتھی صدی میں یعنی ۳۲۵ء میں پادریوں کی کونسل ایشیائے کوچک میں نیقیہ کے مقام پر غیر مسیحی بادشاہ کانسٹنٹائن کی زیر صدارت منعقد ہوئی۔ اس میں انہوں نے اس اصول کو بحال کر دیا اور یوں مسیحیوں کی مذہبی جماعت کا اعلانیہ اصول بن گیا اور اس وقت سے پادریوں نے اس پیچیدہ اصول کی پابندی کی ہے۔ پس ظاہر طور سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ تثلیث کے اصول کا موجد شیطان ہے ۔" (نواں باب صفحہ ۱۰۸)

(۵) خلافت اسلامیہ کے قیام کی ضرورت

اہلسنت کا رسالہ "جدوجہد" لاہور لکھتا ہے :-

...کتب نے بڑا ظلم جو مسلمانوں نے اپنی خودغرضی کی بنا پر کیا وہ یہ تھا کہ خلافت علیٰ منہاج (النبوۃ) کا سلسلہ ختم کر کے دم لیا اور امت مسلمہ کو بھیڑوں کے ریوڑ کی طرح جنگل میں ہانک دیا کہ جاؤ جہاں جی چاہے اپنا پیٹ پالو۔ صرف خلافت ہی ایک ایسا منصب تھا جو مسلمانوں کو منتشر ہونے کی بجائے ایک مرکز پر جمع رکھتا اور ایک نصب العین مقرر کر کے ان کی تنظیمی قوت کو محفوظ رکھتا ہے لیکن افسوس ہے کہ ان اعلیٰ روایات کے ہوتے ہوئے بھی مسلمانوں نے خلافت کی قبا چاک کر کے جابر سلطانی کا سلسلہ شروع کر دیا اور امت کا شیرازہ اپنے ہاتھوں سے بکھیر دیا۔ خدا کی قانون اور سنت نبوی کو قصۂ پارینہ بنا کر رکھ دیا ہے اور امت مرحومہ کو بھیڑیوں اور درندوں کے حوالے کر دیا گیا۔ جس سے فرقہ بندیوں کا سلسلہ شروع ہوا اور اسلام کی صورت مسخ ہو گئی۔ آج کل صرف اسماعیلی فرقہ اور احمدیہ جماعت دو ایسے فرقے ہیں جو خلافت علیٰ منہاج (النبوۃ) کے اصول پر چل رہے ہیں اور باقی لوگ وہ ہیں جن کے ٹکڑوں پر ملاں لوگ پل رہے ہیں۔ کیا باقی مسلمان جو اکثریت میں ہیں اور تمام دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں ایک خلافت اسلامیہ قائم نہیں کر سکتے ؟"

(دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۷)

اس اقتباس سے خلافت کی ضرورت ظاہر ہو رہی ہے لیکن مضمون نگار کو شاید یہ معلوم نہیں کہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو چکی ہے...

جماعت کے تین بزرگوں کی افسوسناک وفات

(۱) حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی رضی اللہ عنہ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیم، سراپا ایثار اور فرشتہ سیرت صحابی تھے۔ ہندوؤں میں سے مسلمان ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی محبت، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے والہانہ تعلق میں ہزاروں سے سبقت لے گئے۔ آپ کی زندگی خدمتِ دین میں گذری۔ آپ کو دین کے خدام سے ایک بے نظیر محبت تھی۔ آپ نے صحیح معنوں میں ساری زندگی درویشی میں بسر کی۔ تقسیم ملک کے بعد آپ ۳۱۲ درویش حضرات میں قادیان میں ہی سکونت پذیر رہے۔ جب پاکستان سے قادیان جانے کا موقعہ ملتا حضرت بھائی جی سے مل کر ایمان میں اضافہ ہوتا اور ان کی محبت بھری مجلسوں اور ذکرِ حبیب کے سننے سے معرفت ترقی کرتی تھی۔ میرے پاس الفاظ نہیں جن میں اس سراپا خلوص انسان کی کرم فرمائیوں، محبتوں اور دعاؤں کا ذکر ہو سکے یا شکریہ ادا کیا جا سکے۔ ان کا وصال ۹-۱۰ جنوری ۱۹۶۱ء کی شب کو غریب الوطنی میں خانیوال کے نزدیک گاڑی میں ہوا۔ ۱۰ جنوری کو ربوہ میں ہزارہا احمدیوں نے ان کا جنازہ پڑھا اور نعش اسی دن لاہور کے راستہ قادیان پہنچائی گئی اور ۱۱ جنوری کو جملہ درویشانِ کرام نے اپنے بزرگ درویش کو بہشتی مقبرہ میں دفنا دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ اللہ تعالیٰ برادرم مہتہ عبدالقادر صاحب اور جملہ بھائیوں اور ان کی والدہ ماجدہ کو صبر جمیل اور اجر عظیم بخشے۔ آمین۔

(۲) حضرت چودھری غلام محمد صاحبؓ پوہلا مہاراں

ضلع سیالکوٹ کی جماعتوں کے چند بزرگ صحابہ میں سے ایک نمایاں بزرگ چودھری صاحب موصوف تھے۔ آپکو زمینداروں میں تبلیغ کا سلیقہ بھی آتا تھا اور اس کے لئے طبیعت میں جوش بھی تھا۔ جلسوں کے بہت شوقین تھے۔ خود مرکز سلسلہ قادیان میں جا کر مبلغین لایا کرتے تھے اور جب تک علاقہ سانگا رہے باقاعدہ سالانہ جلسہ کراتے تھے۔ مہمان نوازی آپکا خاص وصف تھا۔ ان کے گاؤں سے مبلغین کی واپسی انکو بہت شاق گزرتی تھی۔ وہ ہر ممکن طریق سے اسے زیادہ سے زیادہ ملتوی کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ اپنی اولاد کو خدمتِ سلسلہ کے جذبہ سے سرشار کرنا انکا خاص مقصد تھا۔ بے تکلف دوست، تہجد گزار، نہایت دعاگو اور صاحبِ الہام بزرگ تھے۔ ۲۱ دسمبر ۱۹۶۰ء کو اپنے گاؤں میں فوت ہوئے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات کو بلند فرمائے اور چودھری فیض احمد صاحب اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل بخشے۔ آمین۔

(۳) محترم مولانا ابوالبشارت عبدالغفور صاحبؓ فاضل

آپ سلسلہ کے فدائی مبلغین میں سے تھے۔ تقریباً باسٹھ سال کی زندگی خدمتِ اسلام میں بسر کی۔ جنوری ۱۹۶۱ء کے پہلے ہفتہ میں فوت ہوئے اور قطعہ صحابہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ تقریر اور مناظرہ کے خاصے ماہر تھے۔ مضمون پر گہرا غور کرنا انکی عادت میں داخل تھا۔ میرے مولوی فاضل کے ساتھی تھے۔ مبلغین کلاس بھی ہم اکٹھے ہی پاس ہوئے۔ عیالدار ہونیکے باوجود کفایت اور قناعت سے گزارہ کرتے تھے۔ آخر زندگی تک انہیں یہی دھن تھی کہ کس طرح زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین بجا لائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان سب بزرگوں کو جنت الفردوس میں اعلیٰ درجات عطا فرمائے اور انکی اولادوں کو انکے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔ (ابوالعطاء)

(طابع و ناشر:- ابوالعطاء جالندھری ٭ مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ ٭ مقام اشاعت:- دفتر الفرقان ربوہ)